جنون و حکمت

(رباعیات)

"بہ کفے جام جنون و بہ کفے سندان عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سندان باختن"

از جوش ملیح آبادی

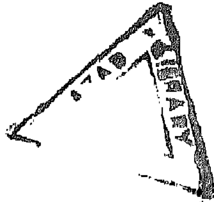
کلیم بک ڈپو، دریا گنج، دہلی

بار اول

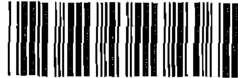
سنہ ۱۹۳۷ء

قیمت

(محبوب المطابع برقی پریس دہلی)



دل کو رسم کے سانچے میں نہ ڈھالا ہم نے
اسلوبِ سخن نیا نکالا ہم نے
ذرات کو چھوڑ کر حریفوں کے لئے
خورشید پہ بڑھ کے ہات ڈالا ہم نے



شاعر کی راتیں

شاعرِ انقلاب نے چند راتوں کی مختلف کیفیتوں کو اپنے خاص وجد آفریں اور کیف آور انداز میں بیان کیا ہے، جنھیں پڑھکر ہر شخص اپنے کو اسی ماحول میں محسوس کرنے لگتا ہے، راتوں کی تفصیل حسبِ ذیل ہے،

مست رات	بدمست رات
راز و نیاز کی رات	انتظار کی رات
اندھیری رات	چاندنی رات
جوانی کی رات	تصورات کی رات
التفات کی رات	جدائی کی رات
اشکوں کی رات	برسات کی رات
ربودگی کی رات	بیخودی کی رات
سرشار رات	بھیگی ہوئی رات
تصورات کی رات	بیچین رات

پیا بن ناگن کالی رات

قیمت صرف آٹھ آنے

محصول ڈاک بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ

کلیم بکڈپو، دریا گنج، جینتی نواس، دہلی

پیغمبرِ اسلام

خواجۂ دوجہاں سرورِ کائنات آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت اور رسالت پر شاعرِ انقلاب حضرت جوش ملیح آبادی کا وہ غیر فانی شہ پارہ جس کی رفعت و عظمت کے سامنے قصرِ کفر سرنگوں ہوتا ہے، اثبوتِ پیغمبری کے باب میں اس لافانی شاہکار کے انوکھے استدلال دل میں تیر کی طرح اترتے چلے جاتے ہیں، اس کے ازلی الہامات سے دماغ میں یزدانی نور سرایت کرجاتا ہے، اس کے دلائل قاطع کے سامنے ادراک منطق چپانٹنا بھول جاتا ہے، شاعرِ انقلاب پر جب ایک خاص سرشاریت کا عالم طاری ہوا، اُسی وقت اُنھوں نے یہ نظم کہنا شروع کردی۔ عالمِ بیخودی میں چار روز کی ریاضتِ شاقہ اور یکسوئی قلب سے جو کچھ حاصل ہوا، صرف وہی صفحۂ قرطاس پر تحریر کیا گیا، جب تک یہ نظم مکمل نہ ہولی حضرت جوش نے کچھ کھایا نہ پیا، اور نہ خلوت سے باہر تشریف لائے۔

قیمت صرف آٹھ آنے

محصول بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ

کلیم بکڈپو، دریا گنج، جینتی نواس، دہلی

Inaqvi's Achive
Pakistan or Perish
[signature] Inaqvi

حقایق

God does everything for our good.

تا بود دلم، ز علم محروم نہ شد
کم بود ز اسرار کہ مفہوم نہ شد
اکنوں کہ ہمی بنگرم از روئے خرد
معلومم شد کہ ہیچ معلوم نہ شد
(خیّام)

اپنے ہی دماغ و دل کا مقہور رہوں میں
خود اپنے ہی دل میں ایک ناسور رہوں میں
واقف ہوں کہ سوچنے میں ہے جی کا زیاں
کیا کیجئے، سوچنے پہ مجبور رہوں میں!

(مصنّف)

(١)

کرے ہے کس کو کہ تسکیں کار گردوں کا ہے
کہ زمیں کا تسمہ پایہ یار گردوں کا ہے
کہ حسن کا بی باز جان سے گا جنت
اللہ سے ہیں دو چار گردوں کا ہے

(٢)

کردو جی میں بات گفتگو آپاں سنتا ہوں
وہ فہم کی وحشت سے پیدا دانش کا جمود
انکار سے پیدا ایں دماغ کمزور علیل
آزار سے پایا ایں عقل ضعیف و سی دو دانا

(۳)

دیدنی نظارہ انداز بھی ہیں حسن
ایسے شہود و شوقِ دیدار بھی ہیں حسن
اک قادرِ مطلق کا جہان ایک سے سوال
انکار بھی ہیں حسن ہے اور اقرار بھی ہیں حسن

---

(۲)

ہنسنا بھی عجیب ہے رونا بھی عجیب
پانا بھی ہے طرفہ بات کھونا بھی عجیب
اک قادرِ مطلق کا ادا صاف ہے تن
ہونا بھی عجیب ہے نہ ہونا بھی عجیب

(۵)

اے دل کہ فلک نقاب تیرے آگے
سمجھا ہوگا گل کی ہر کتاب تیرے آگے
پڑھتا ہوگا جب بہار ان پہ ز ذوق کمال
پھیکا ہوگا آفتاب تیرے آگے

(۶)

آزادیِ فکر و درسِ حکمت سے گناہ
دانا کے لئے نہیں کوئی جائے پناہ
اس دور میں ہے بے فرزانگیِ فقیہ
پیوستہ بے دینی و نادانی یا اللہ

(۷)

مے علم کی پینا ہی نہ آیا اب تک
ساحل پہ سفینہ ہی نہ آیا اب تک
اک نوچ کھسوٹ سے خوشی کی باہم
انسان کو جینا ہی نہ آیا اب تک

(۸)

یہ یک رنگیٔ عمل ہے بے نغمہ و صوت
اس دائرے میں ولولۂ روح ہے فوت
یک رنگی و یکسانیٔ اسلوب حیات
دراصل ہے اک سانس لیتی ہوئی موت
(Monotony of life) ۱۲

(۹)

دل ہوتا ہے تو ویرانہ لگا کرتا ہے
روتے ہیں جب سے آہ نکلا کرتا ہے
اس ڈر سے کہیں قومی نہ بن جائے تماشا
رہتے ہیں ہم گرسنہ لگا کرتا ہے

(۱۰)

پایان غم یاراں ہوا جاتا ہے
بیچارہ پریشان ہوا جاتا ہے
گھٹتا ہے تو آتا ہے غم تشنوں کا ہجوم
بڑھتا ہے تو شیطان ہوا جاتا ہے

(۱۱)

طوفاں کے غضب میں بیٹھ کے سے کنارے
اس بحرِ جہاں سے لوٹ کے پھر تن کنارے
بیگانہ سا پایا ہے علیم سے اے معبود
مستحسن ہے جہاں اشتیاں کو اپنی کنارے

(۱۲)

دنیا کے مزے بیچ یا جیسی کی نہیں
ہے ستم بیتی یہاں کی ہی کیا بے بسی
سکھ کا ہے آرام کا بل کا بیت سا گھر
تم سے یہی پتا ہے ازل ابد اور قریب

(۱۳)

آزاد ہوئی روح بنی شادمانی سے بھری
پیاس تھی بہت قلب کامرانی سے بھری
سمجھی جو اچانک قلب نے ترتیب سحر
محسوس کیا کہ زندگانی سے بھری

(۱۴)

دنیا ہے فقط رنج بڑھانے کے لئے
کمبخت یہ جانی ہے اٹھانے کے لئے
لازم ہے کرو دوراں کی تو ہستی کی طرح
جب تیغ بنا اسے چلانے کے لئے

(۱۵)

پھولوں کی اگر ہوس ہے بہاروں کو دیکھ
عشرت کی ہے دھن تو سوگواروں کو دیکھ
تعمیرِ حیات ہے اگر پیشِ نظر
پھر سیر بھی شہرِ پُر مزاروں کو دیکھ

(۱۶)

ناگفتہ ہیں آج تک فسانے لاکھوں
لب تشنہ ہیں ساز میں ترانے لاکھوں
انسان کا دل نہ توڑ اے بندۂ یاس
مضمر ہیں اسی فطرت کے خزانے لاکھوں

(۱۷)

اے ابنِ آدم حق شناس و اے عالمِ دیں
حضرت کا مقام ہے نقطۂ حق الیقیں
انسانِ اکمل ہی اصل رہا ہے کُن فیکوں
اور آپ کو ہے قربِ قیامت کا یقیں

بُعثتُ انا والساعة کہاتین (حدیث)

---

(۱۸)

انصاف اپنوں کی چاہ رکھنے والے
احسان کو بھی نگاہ رکھنے والے
سنتے ہیں کہ ہے جس میں نکالنے والے
دل کو ہے سینہ سے لگا رکھنے والے

(۱۹)

ہر دعویٔ ارتقا کو مانا میں نے
ہر گوشۂ کائنات چھانا میں نے
سب جان چکا تو اے حریف دمساز
میں کچھ نہیں جانتا یہ جانا میں نے

(۲۰)

ظلمت کا سراغ جب لگایا ہم نے
جب سلسلۂ نور بڑھایا ہم نے
باقی نہ رہا علم کا جب کوئی سلوک
تب جا کے مقام جہل پایا ہم نے

(۲۱)

کیا بات ہوئی کہ رو رہا ہے ناداں!
کیوں مفت میں جان کھو رہا ہے ناداں
نالاں ہے کہ سخت ہے زمانے کی گرفت
یہ تجھ سے مذاق ہو رہا ہے ناداں

(۲۲)

گرداب سے کھیل کر ابھرنے والے!
ممنون ہے بحر سے اسے نہ ڈرنے والے
اس ارض کا تحفۂ لطافت ہو قبول
فردوس میں اسے آگاہ کرنے والے!

(۲۳)

جب عقل ہی پائی نہیں تو تمیز کیسی

جب آ کے ہمیں بیٹھے ہو تو شرارت کیسی

ماحول و وراثت پہ ہے مبنی ہر فعل

مٹی کی پتلی کھا کے تمیز کیسی

---

(۲۴)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۲۵)

شانہ سے دلبری کے مجھے سے گرا دو تم
لیلا سے چپ چپ کی سے مجھے سے گرا دو
لو عیش سے کر آفت سے بچی ہیں آنسو کی لاز
پنچیا سے جو تیری سے مجھے سے گرا دو

(۲۶)

جب جوش طلب سے دل نکل جاتا ہے
سانچے میں طرب کے درد ڈھل جاتا ہے
کرتی ہیں سحر کا جب اظہار یقین
ہر آتش سے بیس میں بدل جاتا ہے

(۱۷)

نقصان ہو جو باطن میں جوانی سے بڑی
پیدا ہو جو خود سے، کامرانی سے بڑی
چپکی کی طرح دل سے جو تیرے لپٹے
اے یار عزیزتیاں زبانی سے بڑی

(۱۸)

یہ کیسی بستی میں سدہ آہو تو نہیں
ان عیش میں کوئی غم کا پہلو تو نہیں
آنکھوں میں ہے کچھ تیرا عکس غلطاں
ڈرتا ہوں کہ ان جھیلوں میں پنہاں آنسو تو نہیں

(۲۹)

سب لیتے تھے ساتھ اک سرہانے چین

من اتنا ایسا ہوا کے بیری کی کا چین

ہم اپنے کھلونوں سے بہل لیتے تھیں

اقبال ترے لیتی تھیں سے ارمان

(۳۰)

ہم ایسے کھلونوں کی طلب میں بیتاب

بچپن سے طلب کی ادھوری ہے خواب

اس پیار ان دنوں زیر دل سے قربان

اقبال میں ہاں تو بنا ہے جناب

(۲۱)

کھل پڑیں نقوش پیش رفت یاری کا ابتک
عیاں ہے جو اب یاد یاری کا ابتک
انساں کا بیری کا ادارہ ہے سود
فطرت کی بیری ہے جاری کا ابتک

(۲۲)

ہستی کا نشان ہے بہتر شماری ہے
انساں پہ کس خدا کا احسان طاری ہے
اور اس پہ یہ طرہ کہ بیسیار بھی ہے
قدرت بھی خدا ہے کہ بیداری ہے

(۳۳)

آرائش کے تغیر حدود ممکن ہی نہیں
سب ثنا تیرے لطف عدو ممکن ہی نہیں
عنقا ہے جہاں دو دست و پا دو تشبیہ
وا ان عشق کا ہو وجود ممکن ہی نہیں

(۳۴)

ہوتا ہے ممکن حسن پیما کے لئے
ہر شے ہے بنی قرآن کے لئے
اسرار کے نقش ہے طلاق آجائے
یکتا ہے سوئے تفصیل کہاں کے لئے

(۱۵۳)

بادل اوس کی تیغ جیسی جیسی ہے ایک آب
انسان کی روح اس کی یہی ہے ایک آب
اللہ کی ہستی ہے کہ پس پردہ
تھا رنگ زوال جہان نہیں ہے ایک آب

(۱۵۴)

پابند ہوں دل و اسم میں اللہ نہیں
بس کہ نہیں یہ شک بھی یہ ناتا نہیں
جب آتے ہیں لب پہ گر یہ جو ہو تو
شیطان میں سر کا ئے تا نہیں

(۳۳)

انسان اور اس حیات ہی ترقی ہے

ہر شے الا اور سیاسی ہی ترقی ہے

سے حصہ کی طرف نہ کبھی بڑھا کہ کھنچا

سایہ دور دور تک پھیل جاتا ہے اور آگ ہی رہتا

---

(۳۴)

نہ کے ہر کام میں ہوں ، یہ سمجھتے ہیں

بالیاں بین ابن ، نہ بیج ادا ہوں ہیں

بیج کاریگر بیج کاریگر ہے رقم

بیج بیج رہوں ، بیج بیج ہوں ہیں

(۳۹)

وہ گھل گھل کر اٹھے جا بجا سے
بدن پہ ابھر اٹھے جا بجا سے
اس غم سے انگار سے یاں جو داغ
اور دل سے گرات سر اٹھے جا بجا سے

(۴۰)

تھا طالبان چمن جن کا ترانہ کسی دن
سمجھیں گے ان کا افسانہ کسی دن
سمجھے ہے آج حقیقت دنیا
بن جائے گی یہ بھی افسانہ کسی دن

(۵۴)
میں ڈوب کے غرق سے گرانی نہ رہا
کیا لہر اٹھی کہ جس میں پانی نہ رہا
سمجھا جو حیات کو تو جینے کی موت
جب موت عطا ہوئی تو فانی نہ رہا

(۵۵)
قدس کا فیض کا انکار وہی
ہے غنچہ ادا حسن سا انکار وہی
انساں کے ارادے کو کیا جب تحلیل
ہے نوع کا اضطرار انکار وہی

(۲۳)

عالم میں ہزار ہیں پرہیزگار کے
اس میں بھی بہت شاذ ہیں حکمت والے
ملتی ہیں بہت جہاں انہیں بیٹھے ہستی
کم ہوں پہ عیاں کے علم و دانش والے

(۲۴)

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

(۴۵)

چپ شمع بھی ، پروانہ بھی حیراں ہے

ہر ذرۂ بیاباں نہ بھی حیراں ہے

تحقیق کا انداز یہی ہے بحقیقت اے جوش

زیادہ کر اب انداز بھی حیراں ہے

(۴۶)

صدیوں میں بچا ہے ، ترا الفت کا جنوں

جیتے ہی کہ اب بھی ہے یہ اور پیار

کہتی ہی ہوں دوری کی جانب بھی تری

کیسا یہ بنکرار ہے تھم سکا

(۱۴۴)

اک مردِ حق آگاہ نظر آتا ہے
اک کافرِ گمراہ نظر آتا ہے
اس آئنہ سرا میں ہے یہ دو بینا مجھے
مامور من اللّٰہ نظر آتا ہے

(۱۴۵)

محشر میں پکارے ہیں مجھکو زنجیر
اک بندۂ مجبور کی آخر تقصیر
آواز تو دو کوئی کدھر ہیں احسنہ
ماحول و وراثت و سرشت و تقدیر

(۴۹)

دنیا میں ہیں بس یہ پچھتانے والے
آئے جو یہیں ہیں سب روز جانے والے
عرفان حیات سے ہیں بیدار ابھی
اے شیخ بس ہم ہیں بچ کے جانے والے

(۵۰)

افسوس ہے اے جی کے ستانے والو
یہاں سب میں یہ فریب کھانے والو
غم تیغ پہ ہے سنگ تپش کا ہے
پیالہ ہو اسے ابھی پلانے والو

(۵۱)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۵۲)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۵۳)

یہ پیکر عصمت ہے پشیماں کیوں ہے
وابستۂ اصطلاحِ عصیاں کیوں ہے
ممکن نہیں اک سانس انسانیت کے خلاف
یہ فعلِ عبادت ہے پشیماں کیوں ہے

(۵۴)

ہاں سر کی وجاہت سے سمجھا ہیں یہ راز
آغاز انجام ہے تو انجام آغاز
دنیا ہے زمانہ ہے ابد کی ہمی
دل سے آتی ہے پتھروں کی آواز

(۵۵)

جلوے سے مسحور ہیں نگاہیں لاکھوں
سو دل منتظر اور باز آنکھیں لاکھوں
بیتاب ہے کاروانِ فکرِ انساں
پیچیدہ ہے راہ اور اندھیرے لاکھوں

(۵۶)

سب نقش ہیں بے حقیقت مضمر نہیں
مقصود ہے اس طرح کہ منتظر نہیں
پیدا ہیں ایک حقیقت اک مظہر
جس کے اوصاف کا پتا بھی معلوم نہیں

(۵۴)

اس دہر میں تا دیر ٹھہرنا ہے

یا تیز روی سے کوچ کرنا ہے

بس زندہ ہوں اب تک اس لیے تیرے طفیل

جینا نہیں ہے فائدہ کرنا ہے

---

(۵۵)

ایسا نہیں پایا جہ سب اتفاق انساں کوئی

ہو جس سے نہ بیزار و گبر ایاں کوئی

انسان وہی ہے در حقیقت جس کی

بیزار کوئی کتا ہو نہ شیطان کوئی

(۵۹)

اِن جگنوؤں میں کس سے کم ہے یہ آب و تاب
اس طرح مشتعل ہیں رشکِ مہر و آفتاب
اچھی تو ہے مگر فتح راست گوئی لیکن
یہ راستی کی سیکھیں آگے آگ کو حجاب

(۶۰)

یا رب یہ کیا لوح، کہ ہم مضمون ہے کیا
سو اس کے لئے کیسی ہی تعین ہے کیا
یہ آن بنے ہے ادا انسان سے لئے
یہ ہم بنے لے لا الٰہ الا ہو ہے کیا

(۶۱)

اور ہم سے دل توڑتے بت ہیں ایسے بھی
کس طرح جئیں جب کہ بت ہیں ایسے بھی
افسوس کہ اسلاف سے پائی اموال
کافر ہیں یہاں جو ہے بت ہیں ایسے بھی

(۶۲)

کافر نہیں ہے جو کوئی فطرت سے سوا
دنیا نہیں کچھ شہود طاقت سے سوا
قوت حاصل کر اور موت سے آگے جا
مقصود نہیں ہے کچھ قوت سے سوا

(۶۳)

احقر نہیں کوئی ناتواں سے بڑھ کر
ابتر نہیں کوئی ناتواں سے بڑھ کر
از روئے شریعت خدائے عالم کے پیش
کافر نہیں کوئی ناتواں سے بڑھ کر

---

(۶۴)

برق ہے جب نام ترا زباں پہ آئے
بستہ ہے جب یاد کرا آئے
مفلس کا وہی حال ہے جب بیاں کرتا ہو
بیکس کا جو حال ہے سب جانتا ہے

(٦۵)

ہے صاحبِ جوہر کو یہی ایک سہارا
فطرت کو ذرا اور سلیقے سے سنوارا
افلاس کو کھینچا ہے ایماں کی طرف
کمبخت مفلس ہو تو کافر کا سہارا

(٦٦)

ہاں ہیچ ہے گر ملکِ حق کا سلطان ہے تیغ
انساں ہے کہ جتنے ہیں وہ انسان ہے تیغ
لیکن ہے اسے حسنِ ظن کو یہ عدل سے پرہیز
عصیاں سے بچے جو ہر کو نادان ہے تیغ

(۶۹)

ابلیس کو دیں صد شرارت کرتے ہیں
اخلاق کی کچھ عجیب حالت کرتے ہیں
شیطان کو ایسے ان سے آگے نہیں پیتا ہ
بیت آ تجھ نہیں وہ پیتا ہدایت کرتے ہیں

---

(۷۰)

تصنیف ہے بر سر شیخ جب انکی امیری
یاراں ریا سے بے ندامت کی امیری
پیچھے میں بتا ہے تیرا ان کی ہے
دنیا ہے ان کی ناتوانی امیری

(۶۹)

انسان کو رفتہ رفتہ حیواں کر دے
ہر نور کو صد نار بداماں کر دے
دولت کو فرشتوں سے بڑھا دی ہے
جم جائے اگر کہیں تو شیطاں کر دے

(۷۰)

جو منزلتِ انتساب ہو جاتے ہیں
اک رُخ سے مگر خراب ہو جاتے ہیں
انسان کے سینے میں ہنر کے ہمراہ
کچھ عیب بھی باریاب ہو جاتے ہیں

(۱۴۱)

پوچھ اس سے نہیں خلاف ہونے والا
مطلع یہ نہیں ہے صاف ہونے والا
ہاں دل سے کہ رہے گی تنگی و سستی کی سزا
یہ جرم نہیں معاف ہونے والا

(۱۴۲)

بہکی ہوئی دانش سے حماقت بہتر
ناپختہ ذہانت سے غباوت بہتر
جو راہ طلب میں بیٹھ جائے تھک کر
اس علم قلیل سے جہالت بہتر

(۴۳)

شعر سے سنورتی ہے عقلِ انساں
تحریر سے نکھرتی ہے عقلِ انساں
تحقیق کی منزلیں، عیاں ذرا ذرا سے
ہر گام پہ نکھرتی ہے عقلِ انساں

---

(۴۴)

ہر نطق پہ ایک گفتگو جاری ہے
ہر فکر پہ ایک آگہی جاری ہے
حیوان و نباتات و جماد و انساں
ہر شے میں ایک ہی نمو جاری ہے

(۴۶)

اے خالقِ انجم و اے صانعِ شمس

تجھ پر ہی تو ہے مدارِ افعالِ بشر

ہر بات کے پیکر کا ہدف ہے تری ذات

ہر مدح کی تان ٹوٹتی ہے تجھ پر

(۴۵)

لاکھوں جسم ہیں ایک جان، دیکھو تو ذرا

سو رخ ہیں، اور ایک شان، دیکھو تو ذرا

جین و ترسا و اہرمن و یزداں کا

ہے ایک ہی خاندان، دیکھو تو ذرا!

(۵۵)

اتنی کی لاندی میں یہ نازک سے کھلونا ہوں میں
دھوکے کی ہواؤں میں سانس لیتا ہوں میں
اپنے دل کو دشمن کی کمی دیتا نہیں میں
پنجۂ جود کو فریب دیتا ہوں میں

(۵۶)

کیا دوستی کی کمی کا نشان ہے انشاءاللہ
تیسرے اتفاق میں بجھتے ہیں سیاہ
کیا بچہ سے پیار کرو ان کا رشتہ کا
احساس دوا ہے اور اطمینان

(۱۰۵)

احساس کا ہر ناز اٹھاتا ہی رہا
ہر نقش کی زینت یہ چمکاتا ہی رہا
معلوم ہے ہر اک اسرار حیات
ہے کون کہ جس سے چھپاتا ہی رہا

(۱۰۶)

دنیائے عشق میں ہیں بپا جا بجا ہیں ان کو ڈھونڈیے
اوراقِ حسن ان کے کتابیں ان کو ڈھونڈیے
پیہم ہے ایک ایک ذرہ کا سے پوچھیے
دنیا ہے یہ کہ لالہ کتابیں ان کو ڈھونڈیے

(۱۳)

قدرت کے دائرے میں آنا ہی پڑا
ستیائے ستیت پہ چھلکانا ہی پڑا
واقف تھیں پامال گل سے کلیاں لیکن
پھولی جیران تو پیر سے گرانا ہی پڑا

(۱۴)

اپنی ہی گرفت میں تو انسان ہے آج
کل صاحب تدبیر تھا حیران ہے آج
جو وقت کے اقتضا سے غافل ہے ندیم
وہ دہر کے ارتقا سے انجان ہے آج

(۸۳)

ہر گل کو پتیا ہوا چھالا پایا
ہر طاق حرم کو بے شوالا پایا
سنتے تھے نشہ نو سے حقائق کا ضمیر
ادراک بری کو تشنۂ بیتاب ایسا پایا

(۸۴)

ہر عالم دین پناہ و جاہل نکلا
ہر کوہ و شتاں کاہ و بے بس نکلا
افسوس کہ شیفتۂ سبوہ ہاے تحقیق کا
چھلکا جو ہٹا تو مغز باطل نکلا

(۸۵)

میں بیہودہ کار کرتا شیطان
دولت اپنی نثار کرتا شیطان
انساں کی خیانت سے جو ہوتا آگاہ
کر سجدہ نہیں انکار کرتا شیطان

(۸۶)

افسوس کہ تو واقف منزل نہ ہوا
ناقص ہی رہا ہمیشہ کامل نہ ہوا
نادان پیدا ہوا تھا نادان ہی مرا
انساں کو کبھی مبلغ حاصل نہ ہوا

(۸۷)

دُرِ عقل سے کیا کیا نہ سجے ہیں اب تک
کیا کیا نہ یہاں خون بہے ہیں اب تک
پھر بھی یہ جرائم روایات کہن
انساں کی طرف رینگ رہے ہیں اب تک

(۸۸)

یہ عقل زبوں ہٹا کے چھوڑے گی مجھے
یہ آتش غم جلا کے چھوڑے گی مجھے
یہ راز کی پیاس خون پی لے گی مرا
یہ علم کی بھوک کھا کے چھوڑے گی مجھے

(۹۵)

انساں پہ ہے سب درجۂ حیوانات کا بار
دل کا ہے سبھی وزن ہی سری اثبات کا بار
پیدا ہے اسی سے کیا کیا ہے نہ جان
تعطیل پہ ہے اعمال کے روایات کا بار

---

(۹۶)

ہر دل ہے چراغ زیرِ داماں افسوس
ہر بزم ہے ایک طرفہ طوفاں افسوس
دنیا میں ہے نیکو تو تنہا باقی
افسوس ہے اے عزیز انساں افسوس

(۹۱)

جب جب کوئی راہ پہ آ کے گیا بھٹک
حکمت نے جب آ کے بسنے کو کھلایا تھا
تب آپ نے آ کے بتایا نہیں سمجھ پایا
تب آپ کے آ کے ارشاد سے آیا ہے سبق

(۹۲)

سچ تو کوئی بات اب کرتا ہوں میں
پیار سمجھ پاس ہے اب کرتا ہوں میں
جب میری زبان سے نکلی ہیں اتنی تاثیر
اس کے بیتی ہیں کا اثبات کرتا ہوں میں

(۹۳)

کہ دور سے چھپی ہے جنت میری
تہمت میں دبی دبی ہے وحدت میری
کس پایہ میں محسوس و دار احساس
کس درجہ وسیع ہے قرابت میری

---

(۹۴)

دل سے تم ایک ذرّات سے ہے
روشن سے تیری ایک وہ خیالات سے ہے
یہ جیسی کی طرف جلا ہے حاجت سے ہے
وہ تیری جمال عالی کی حاجات سے ہے

(۹۵)

عالی نے تجلیات سے تعمیر کیا
عالم نے تشکّلات سے تعمیر کیا
اس ارض و سما کو ذرّات سے آگے
عارف نے تقطّرات سے تعمیر کیا

(۹۶)

جی کا جبر سے بیاں کرو تو ظلمات اندھیرا
صدیوں سے کہ مہتاب بھی پایا اندھیرا
انساں کا کسی حال میں جی پیش نہ جا
جھگڑا ہے انسانیت سے گھرا اندھیرا

(٩٧)

بنگاہِ تر سے جو درد دیا ہے
اسے بارِ حیات اشتعور دیا ہے
بہ کاشتہ تبجران سے بہ کمالات
سمن پہ تیغ سے تو دیا ہے

(٩٨)

کیا جانے یہ چہرہ زرد ہوتا کیوں ہے
دل رنج و الم سے سرد ہوتا کیوں ہے
افسوس کہ اتنا بھی نہیں ہے معلوم
کانٹا نہ چبھے تو درد ہوتا کیوں ہے

(۹۹)

چھپائی ابر نے چنگاری سے صفائی تیری نے
بنایا ہے بیاباں خاک سے آرائی تیری نے
والسند گرد شتی کی ترتیب یہیں سکھائی تیری نے
انساں سے عجب ترتیب پائی تیری نے

(۱۰۰)

بیچی ہی نہیں اس دہر میں الا افسوس
افسوس ہے اے نظام دنیا افسوس
ہم ہی کا نتیجہ غم ہجر اپنا ہی نہیں
ہم سے تو نتیجہ کا ہی نتیجہ افسوس!!

(۱۰۱)

سب پہ زمانہ روا ہو جان کھونا میرا

چھوڑ دو اب یوں نہ چاہیں رونا میرا

آنسوں کو بہ تکل سے اب نغمۂ غم

تاب ہے آہ کا سبب ہونا میرا

---

(۱۰۲)

تیں چنچل اس سے ہیں یارب

چھیڑ سنوں یہ چل اس سے ہیں یارب

بھیجوں جب سے کہ تری دنیا میں

چھوڑوں کہ سے اکیل اس سے ہیں یارب

(۱۰۳)

پایندہ رہا نہ کوئی اب تک

ہستی کی کوئی خیر منائے کب تک

قائم رہتا ہے زندگانی کا نظام

انسان سے موت کھیلتی ہے جب تک

(۱۰۴)

کیا تجھ کو خبر نزاعِ مشرب کیا ہے

ہر دور نے کیا کیا مقرّب کیا ہے

شاعر ہے خالقِ مذاہب اے دوست

شاعر سے نہ پوچھ تیرا مذہب کیا ہے

(۱۰۵)

ہر ہاتھ میں تیغ خونچکاں ہے یا رب
ہر پاؤں میں زنجیر گراں ہے یا رب
تہذیب کی بربادی سے دل تنگ ہوں میں
انساں کی بربادی کا گماں ہے یا رب

(۱۰۶)

تہذیب ہے کوئی، تو تیغ عریاں کوئی
مذہب ہے کوئی، تو باد طوفاں کوئی
انسان کہاں ہے؟ کس سے پوچھیں آخر
یاں ہے کوئی ہندو، ہے مسلماں کوئی

(۱۰۷)

بس سینہ ہے جوالا مکھی طوفان افسوس
پایۂ تعصب ہوا اور انساں افسوس
دریا ہے فتن میں، بیاباں ہے آج میں حسرت ہے
افسوس ہے گنجینۂ عمر و ایماں افسوس

(۱۰۸)

آلام سے ممکن ہی نہیں دل کو نجات
بنیاد ہے یہی آئین حیات
جب تک ہے زندگی کا رشتہ ہیں الم
دراصل ہے یہ دہر ایک طول الالمات

(۱۰۹)

واقف ہوں یہ جو بنائے ثبات فانی کیوں ہے
پر شیون و آہ و نوحہ خوانی کیوں ہے
ہستی و عمل سے زندگانی سے ہے
لیکن یہ بھلا کہ زندگانی کیوں ہے

(۱۱۰)

افسوس کہ کوئی کام ہوتا ہی نہیں
جی بھر کے بیانِ قیس ایام ہوتا ہی نہیں
شیخ و ادائے تمام ہو جاتے ہیں
اب تک بیس سلام ہوتا ہی نہیں

(۱۱۱)

انسان کی چند روزی طراری ہے
سب وقت گزارنے کی عیاری ہے
افسوس کہ بے بصیرت رازِ حیات
جینا آتش سے پیکاری ہے

(۱۱۲)

اس کل پہ مرنا ہے اور اس کل جینا
تا بے چین اور بے کل جینا
کس سانس میں زندگی کا ارمان ہے
ممکن نہ ہوا ابھی مسلسل جینا

(۱۱۳)

جو باتیں ہیں قانون سے سوا جاری ہے
ہستی نہیں اک تیس کی بیماری ہے
انسان پہ پیدائش کی ہے ایک تعزیر خدا
بیمار پہ یہ رات بہت بھاری ہے

(۱۱۴)

کیا جادو ہے پیچ و ہے اللہ اللہ
ہر گام پہ ہوتا ہے اک سر پر آہ
سر منزل ہے بیچ سے آئے ارتقا میں
جب تک ان کی طلب ہے ادا تیری سے آگاہ

(۱۱۵)

کھلتی نہیں عقدہ ہائے اسرارِ حیات
ملتی نہیں نقشِ پائے اسرارِ حیات
تحقیق ہو کیا بس سانس رکی جاتی ہے
اسرارِ حیات ہائے اسرارِ حیات

(۱۱۶)

دل آتشِ حکمت سے پگھل جاتا ہے
آنکھوں سے آنسو بن کے نکل جاتا ہے
معلوم نہ ہوسکا ازل سے ذرہ بھر
اور عمر کا آفتاب ڈھل جاتا ہے

(١٧)

اس دہر میں اک نفس کا دھوکا ہوں میں
بیکل ہوں، بھولا ہوں، چھلاوا ہوں میں
گھبرائی ہوئی ہے جس میں روحِ تحقیق
ہر ذرہ پکارتا ہے دنیا ہوں میں

(١٨)

صدہا تمکیں ہیں، پہ نہ جوشن بھی ہیں
سو ہم زباں ہیں، اور چپ تو بھی ہیں
لاکھوں موجود تو ہیں پر زندہ نہیں
دو بھی نہیں جو زندہ بھی موجود بھی ہیں

(١٥١)

موقوف نزاعِ کفر و ایماں کر دوں
اضداد کا رابطہ نمایاں کر دوں
اپنے دل سے اگر اٹھا دوں یہ نقاب
سیپارۂ بیخودی کو دیواں کر دوں

---

(١٥٢)

اسرارِ حقیقت ہے یہ آئینۂ مجاز
اے سلسلۂ تنگ تری عمر دراز
پر تنہائی چلا گیا اب دل کا حجاب
آتی ہے دری دیر و حرم سے کس کی آواز

(۱۲۱)

چھالا سا اک پک رہا ہے میرے دل میں
شعلہ سا بھڑک رہا ہے میرے دل میں
قہر ہے شیریں پہ کچھ نہیں ہوتا نمایاں لیکن
ہر ذرّہ کھٹک رہا ہے میرے دل میں

(۱۲۲)

ہر راہ میں شب خون ہی دیکھا میں نے
انسان کو سلطان ہی دیکھا میں نے
دشمن عقل ہو کہ دارا سے ترا خود
دیکھا جب جنون ہی دیکھا میں نے

(٢٣١)

جو علم کہ یاں قلب سلیم پایا نہیں نے
جو راہ کہ سب لیک پایا نہیں نے
انسان کی مخلوق پہ وارث جو نگاہ
انساں کو بہشت طلب پایا نہیں نے

او را ابر

(٢٣٢)

راحت کا بجز غم کے کوئی مشغوم نہیں
بے جس طرح دل پہ ہے مستم نہیں
انسان کے مخلوق ہیں والسلام سے نہیں
انسان سے بجز کوئی مظلوم نہیں

(۱۲۵)

کیوں عالم ترا جلوہ ہے اس میں چھپتا ہے سمجھ
جو تو دیکھتا ہے او رکھتا ہے سمجھ
جیتا جیتا آئینہ سا ہے قفس پیچ
آئینہ آئی اندھیرا اندر آیا ہے سمجھ

(۱۲۶)

ہر ذرہ نے تیرا جلوہ کیا سمجھا
ہر سو ہے حقیقت کی کہ تو اک عالم سمجھا
اس عالم تمثیل کو کہ صورت ہے یہ نقش
افسوس کہ جاہلوں نے تیرا نہ سمجھا

(۱۲۵)

اک قطرہ سیم ہوا ہے، اور کچھ بھی نہیں
تخلیق کا سلسلہ ہے، اور کچھ بھی نہیں
کہتا ہے جسے فخر سے انسان یقین
اک وہم کا ارتقا ہے، اور کچھ بھی نہیں

(۱۲۶)

پامال خزاں طرب کا گلشن ہو جائے
رنگین سر تیغ خوں سے دامن ہو جائے
سب دل کی تمنائیں نکل جائیں اگر
انسان کو زندگی اجیرن ہو جائے

(۱۲۹)

بس کہ آورد میں کوئی مصرعۂ تر نہیں
احساس کی قالب ہیں بیچ حسن و دم نہیں
اس فیض پہ ازل سے حجاب کہ جس میں ہیں گناہ
صد شکر آئے نزد کی چھڑ جائے نہیں

---

(۱۳۰)

دامن کو ہمیشہ[۱] تر کیا کرتا ہے
دریا تری آنکھوں سے بہا کرتا ہے
ہم پیشۂ ابل گریبان دنیا ہے
ہمتا ہے آب لالہ کیا کرتا ہے

[۱] حضرت فانی بدایونی خاص طور سے ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۳۱)

اس آگ کی ادا رہ کے بھری ہی ہے خود
اپنی ہی بغل کی آگ میں جلتی ہے خود
واقف نہیں ہیں ہیں خلائے لیکن اب تک
دل ہیں یہ آس پیاس کی بجھتی ہے خود

(۱۳۲)

مشہور کمال کیا ہے سب سے چھپ چھپ
تعمیر زوال کیا ہے سب سے چھپ چھپ
دانا سمجھے نہیں ہیں پیچیدہ کا سر
سچ کا کمال کیا ہے سب سے چھپ چھپ

(۱۳۲)

جس وقت جھلکتی ہے بناگوشِ حسیں
داغ ہوتا ہے خرابات بہاری کا یقیں
کرتا ہوں جب انساں کی تباہی پہ نظر
دل پیچ کھاتا ہے خدا ہے کہ نہیں

(۱۳۳)

ساغر ہے ازل کے دن سے خالی تیرا
گلشن ہے زمیں پہ پامالی تیرا
افسوس کہ اس دہر میں ایسا ہے نہ باغ
وارث نظر آتا ہے نہ والی تیرا

(۱۳۵)

للّٰہ، ستم آرزوؤں سے دھو لینے دے
رومال کو اشکوں سے بھگو لینے دے
انسان، اور انسان کی مجبوری پر
جی کھول کے اے ندیم رو لینے دے

(۱۳۶)

کھلتے ہی گلاب، خار ہو جاتا ہے
ہنستے ہی بس، اشکبار ہو جاتا ہے
پیدا ہوتے ہی تیرہ قسمت انساں
اے موت! ترا شکار ہو جاتا ہے

(۱۳۷)

چاناں ہیں دیکھی ہے جادو ایں
ریتی سے پیل بیل سے نازو ایں
پچھی یاسیں سے حیات انساں
چاندی سے پتی یا پتے پھولایں

(۱۳۸)

دل تشنہ میں سوزِ یقیں بھڑوا دے ساقی
اک دید میں ابر لطف برسوا دے ساقی
بے تاب ہے پینے کو انداز نشتر ہیم
ہاں جام ہمیشہ ذرا دوا دے ساقی

(۱۳۹)

خود اپنی ہی دانست سے اب ہو جاؤں
دنیا کی نگاہ میں جس طرح ہو جاؤں
ہستی ہے کہ وہ مقام قرب کامل
اسباب کو دور اپنے تن کو فریب ہو جاؤں

(۱۴۰)

یہ جان لیا ہم نے کہ کچھ بھی نہیں
یہ دولت و عزت جب کچھ بھی نہیں
اللہ کو جو پایا تو دنیا سے والا
اللہ کو چھوڑ کے سب کچھ بھی نہیں

(١٤١)

اس دہر کا بندوبست دیکھے گا اگر
پایاں نہ عروج و پست دیکھے گا اگر
بیچا ہے کسی کا تاج سلطان و زمین خود سے ہوا
دنیا کے بلند و پست دیکھے گا اگر

---

(١٤٢)

سن شمس سے کیوں گمراہ پیدا ہوں میں
قادر ہوں عمل پیچاں فرسا ہوں میں
دنیا کے اثار و بیچ چلتا ہے سدا
اسرار ج و اوراق کا دو پتا ہوں میں

(۱۳)

چپڑی سے ان کے منہ میں پانی آیا

آگ کی آنچ سے پگھل کر بہہ گیا

سانپ کا ستایا سے کر ڈرا ہے

بہت بیس طرح کی رہ کر پٹیاں گیا

---

(۱۴)

اونٹ کا ایسا ہے اسا ایس ہے

اسا کا منہ ایسا ہے ایسا ہے

طاق تخت پر کا لے ہے بڑا ہے

سر سبز سبز ایسا ایسا ہے

(۱۵۴)

اس بزم خیال میں ہیں تنہا ہی غریب
اس راہ وفا میں ہے تنہا ہی غریب
واللہ کہ اس منزل آب سے گل میں
جینا ہی سے اک نسیم تنہا ہی غریب

(۱۵۵)

ہم سب میں نہاں ہیں گو ہیں پیدا
ہر جائے یہی سب میں ہیں دیکھا
ہر ہے یہ کیا کیا بتاؤ اک کا دل
ہر شے میں نہاں ہے یہی سب دیکھا

(١٤٧)

ضدوں نے آکے علم کا منبر چھوڑا
مسلم نے بھی اداسی کا بستر چھوڑا
بیٹوں نے آکے بنایا بیت کو چھوڑا
طالب نے خدا کے بیت اب آکر چھوڑا

(١٤٨)

ہاں مسند و عیش سے اٹھا آتا ہوں میں
بابا ہیں سدھارے اب آتا ہوں میں
اس پیری میں ہوں قافلۂ پیچھے بچھڑے مظلوم
بیکس نے اٹھا کے کہا کہ اکیلا آتا ہوں میں

حُسن و عشق

جلوؤں کی ہے بارگاہ میرے دل میں
غلطیدہ ہیں مہر و ماہ میرے دل میں
اِس دورِ خرد میں عشق گُم ہو جاتا
مِلتی نہ اگر پناہ میرے دل میں

(مُصنّف)

واقعات پردے میں ہیں اور واردات کاغذ پر
کس میں "واقعات" بیان کرنے کی ہمت ہے کہ
"واردات" کی نقاب اُٹھ جائے ؟
مچھلیاں زیرِ آب ہیں، اور حلقے سطحِ آب پر
کس میں غوطہ لگانے کی طاقت ہے کہ مچھلیوں کا آب
و رنگ معلوم کر لے ؟

(۱)

افسوس ہیں، یہ ہے جدائی تیری
دل ہی نہیں، ردی تھی کہ پائی تیری
بیتی ہے او ثنا ہو استثنا گیا ہے تا
سمجھیں ہے ادائی تیری
سنہ ہجری

(۲)

یا پیر ہے اس کی سیل ہے تیر قرآن
اشتعفاد اس کی سیل ہے تیر زبان
بیخ پہ لیے ایلیا علی اسم کا ماہ
رہ تی ادا اس کی سیل ہے تیر قرآن

(۳)

پیٹھ پھیر کے کیسی مسکاتی ہنسی سکھی
ہاں مصری سی میٹھی تیکھی ہنسی سکھی
پیار کی ریت گزرتی ہیں ساجن
پیار سے اپنی میٹھی میٹھی ہنسی سکھی

(۴)

الفاظ میں غلطیہ جادو کر دیا
آواز دل ربا کو پیار کر دیا
اجاگر کرے درد، عیاں ذات کا
قطعوں سے پیکے بہار ہیں تر کیا

(۵)

کیا عشق کا بھی اثر ہے اللہ اللہ
اپنے سے وہ بے خبر ہے اللہ اللہ
تزئین ہے زلف کی ہے ارمان جن کا
قربان پہ مرے وہ سر ہے اللہ اللہ

(۶)

دل سینۂ نازک میں مچل جاتا ہے
چہرہ تری آنکھوں کا ابل جاتا ہے
اللہ رے سوز غم کہ میرے آگے
پھولوں کا ترے رنگ بدل جاتا ہے

(۵)

نغمے ترے فریاد ہوئے جاتے ہیں
جوں گل شمع پیدا ہوئے جاتے ہیں
راتیں یہ جدائی کی ہم اور دل بے چین
افسوس کہ برباد ہوئے جاتے ہیں

(۶)

اے شدتِ غم سے جان کھونے والی
آنکھوں میں جدائی کو ڈبونے والی
حاصل ہو تجھے خندۂ صبحِ عشرت
اے پردۂ شب میں گھٹ کے رونے والی

(۹)

بہتا ہے ترا ایسی سے ارزانی ہے
راوی کی طینت اور گھر ارزانی ہے
انسے ہے کے نام اور اچھوں کی بھی
ہے انس کیا کیا پاس تیری جو پانی ہے

(۱۰)

رنج ہے تیرے طیبان کا تیر
اٹھ ہے آتش ان کا تیر
بطالان ہے اور انی تیری کا مکھدی ہیں
یارشیں ہے ابیزاں کا تیر

(۱۱)

اُتنی ہی اُنہیں تشنہ جوانی سے نگاہ
جتنی ہی اُنہیں بنا کے زلفِ سیاہ
واقف ہی نہیں ، اور ہیں پاؤں جیسا
ہا ہا رے ، الٰہی ، ہائے سما ، ہائے اللہ

(۱۲)

آوارہ ہیں غلطاں ہیں تباہ ہیں گریہ
گردن میری ہے ، تیری پائین گریہ
اب سر سے اٹھ رہی ہیں ہیں بچھی زمیں
ترکش سے نکل رہی ہیں ہیں آہیں گریہ

(۱۳)

ارمان تھے وہ کیا نکالا ایں چھیڑیں گے

مجھ ربّ تھے کر دو دل سے لپٹتے ہیں

اب لا دل کہاں سے نئیں پیں وہ دل پیں ان اعیں

آئیں تھے مرے سے ان گزرے ہیں

(۱۴)

دو رو رو کے آج وہ منا تو آئی لٹیری

ہے ہے وہ جہش لذت جو آن لٹیری

رانیں دو تیغ پاپیں پایں یہ جب جب کے

ہے گزرے تیشی تھی جو آن لٹیری

(۵)

انگار اترا کیے رہا تھا کل رات
کرنوں میں رچ بس کے رہا تھا کل رات
افسوس وہ ہم بیچ تری جب یار نہیں
سینے پہ ترے دھڑک رہا تھا کل رات

---

(۶)

گو رنگ میں تیری بھی تیری قربت پائی
واللہ نہیں نہیں آنسو اب
اے رنگ حسینا جسم پہ تیرا پایا تھا
پیدا ان سے ہی دن کے وہ پایا ہے

(۱۷) ۴

کس یاد دور تھا وہ اس کی بستی تن تیرا
دنیا تھا مجھ ہوا ایک داماں تیرا
ہے ہے وہ زمانہ کہ کھیلتا تھا پیراہن
جب میری جوانی کے ارمان رنگین تیرا

لہ اس شعر کو دیکھ کر کی اور اس کے دوسرے مصرع کو
کر دیا ہے یہ بات ...

---

(۱۸) ۳ سے

آ جا کہ تنہا ہوں غم سے ہارے آ جب
بھیگی ہوئی رات اکیلے ہیں آ جب
اے شام کا وعدہ کر کے جانے والے
اب دور بسا ہے یہیں دیکھا آ جب

(۹۱)

یہ صبح اُفق سے جگانے والی
وعدے پیغام اُن کا لانے والی
جا پیاسیا پہلے پانیوں ان کے لیے
اب رات سے دن کی گھڑی میں پانے والی

(۹۲)

پھر صبح کی تیغ سے ٹپکتے ہیں
پھر پیاسا گریبان ایسے لیتے ہیں
کل بانکا وعدہ وہ ہے زنجیر اور ظالم
پھر اور ہی کاتب سے دان پہ لیتے ہیں

(۱۳)

وہ آئے ہمیں جی سے گزرنا ہی پڑا
جب بندِ جہاں سے نکلا تو مرنا ہی پڑا
باوصف ملال و یاس ناموسِ جنوں
پہنچے سرِ بزم تو سجدہ کرنا ہی پڑا

(۱۴)

اے رونقِ لالہ زار واپس آجا
اے دولتِ برگ و بار واپس آجا
اے پیکرِ زیبا اے تجلی بدوش
اے نازشِ فصلِ بہار واپس آجا

(۴۳)

چھپ چھپ کے نہ یوں ستم کیجئے گا
[illegible]
پیچھے کا ہمارے کیا پتہ لیجئے گا
[illegible]

(۴۴)

ہستی میں ہے احساس کہ ملتا ہے کوئی
ہر سانس میں پیغام سا آتا ہے کوئی
اب بادہ سے بھی تسکین نہیں پاتا ہے
دل میں جو کچھ ہے کہ لیتا ہے کوئی

(۴۵)

پیکاں ناں پیندی لکھاں جب آ سندرآتی

رتیں کا جاگاں ناں پیندی جا بدرآتی

پایا پاکا وُھداں کچھے اُٹھی

سوتی سوتی نہیں ایسے قیدبراتی

(۴۶)

سانجھ پیں لکھا کے دُھل رہا جا کر لی

پاپی کے دھیں پیں تب زہا جا کر لی

کر دوں پاپا ادھر جھیم اجا نہیں پایل

سنجھ پیں اودھر تحل رہا جا کر دی

یہ بات ہے دل کو کس نے پائی
قسمت میں تری چھپی رہا ہے پائی
دل میں ہی سمجھی چھپا ہے کہیں ہیں سمجھی
ادراک چھپا ہے اس راہ ہے پائی

بہلانے سے دور سر بجز ہے بیاں سایگا
دل حسن کو چپکے دل ہی ہی بساتا ہے گا
اے نالہ تیری کیچ بچا دار اٹھے کا
بیتہ ہے سر دیں ہی ہے دب بساتا ہے گا

(۳۹)

ہیں اس کے اٹھا ہوں سو گئے

آنکھوں کو یار جال ہے روشنی دے

یارا سے تیری یاد ہے اب کمال

ان دنوں تیرے تیری یاد میں آئے

(۴۰)

وہ دیکھے اور سکیاں ہم جب

ست سے کرتے دل پہ سی کے مرتے

اے یاد صبا ایسی لاؤ ان سے کرتا

بیت تیری آنکھوں کا انتظار کرتے

(۴۳) ۴

بادل بن کر چھاؤ نہ دل ستانا بادل

یاراں کی سوکھی یہ تپش ستانا بادل

دو پنچھی بیٹھے جدا ہوئے ہیں اب ہم

اس دیس پیا ای نہ بستانا بادل

(۴۴)

پی تو ہوا ہیں پی کی نہ اکھا ہے ترسے راہ

دل پیا ہوا ہے جب سے پی پی سکا ہ

کر آنچ ہی ہے دل کے ترپ اور دوڑ

تعمیر یار کا اور یہ بکلیم اِک اینہ

(۳۳)

مکی سبک گل سے آہ جو شتربیں

سریاں ان سیر ہ آہ جو بیں

سر کی دل ہیں ان ان کی نصیبیں

نصیب تیکی سر اند بیں

---

(۳۴)

سر ان ہوا ستے جانا ہے

پانی کی جھری وراسے جانا ہے

کانی ان بیٹی کیا بیٹی ان ات

پیاس بیٹیاں کیا ہے جانا ہے

(۳۵)

یہ دل یہ جگر یہ تن یہ جبیں پیش نظر جاناں ہے
یہ شیفتہ دل یہ پیش طلب [illegible] آیا ہے
اے نازش کا نیابت [illegible] تیری قائم
یہ تحفہ ہیں [illegible] پیش نظر جاناں ہے

(۳۶)

دل عقدہ مشکل کو وا کر دیتا ہے
یہ ضرب کامل کو [illegible] کر دیتا ہے
یاران کی [illegible] مسلسل [illegible]
یہ بازوئے قاتل کو [illegible] کر دیتا ہے

اے ابر بہار کس طرف جانے والے
پیتم کی گلیوں میں چھا جانے والے
اس پار سے پیچھے ہے وہ پیتم پیارا
پیتم ترے نیند اڑا جانے والے

پھیلا ہے گگن کالا کالا الٹی توا
ہیں دیپ دیا تارے الٹی توا
کیسے ہیں یہ بیچ میں لٹکا نہیں گیا
ہے چتّی کا خفیف سا اجالا الٹی توا

(۱۹۳)

ہوا میں چھپی سی دل پہ چل جاتی ہے
ہر سانس پہ اک آگ سی جل جاتی ہے
حیراں ہوں کہ کس طرح گھڑی کٹتی ہے
ترجیح ارادۂ جاناں میں بدل جاتی ہے

(۱۹۴)

گلشن میں بہار لے کے پیار آتا ہے
بلبل کا ہے نقش اور ابھرا آتا ہے
اور سے پہ سنگی سی ڈالی کی شاخ
شبنم میں نہلائی کی نظر آتا ہے

(۱۳)

آلام سے ہے نجات میرے دل کو
چین نہیں کائنات میرے دل کو
زنہار ہے جو ذرہ تغافل میں نہاں
حاصل ہے وہ التفات میرے دل کو

---

(۱۴)

جب تک کہ شعلہ ہے شرارہ میرے دل میں
ہر داغ وفا ہے ماہ پارہ میرے دل میں
پہلو نہیں جو سیر تنگدلی سے
بستہ ہے وہ نظارہ میرے دل میں

(۳۳) م

گردن میں مری [illegible] پڑی آ نہیں پری

ہاتھوں سے کھل [illegible] آ نہیں پری

دانتوں کو اب [illegible] ہے جام

پینا ہوں شوق سے آنکھ میں [illegible] پری

(۳۴)

میداں میں ہے جنگ کی [illegible]

گرد ول پہ شفق پہل رہی ہے [illegible]

گر آن میں آگ [illegible] آن میں

گیا جائے اس [illegible] ہے گھر میں جال [illegible]

(۵۴)

ظاہر میں کدورت ہے، صفائی ہے یہی
ٹھکراتا ہے دل کو، دلربائی ہے یہی
بیگانہ روی پہ یار شاطر کی نہ جا
نادان! کمال آشنائی ہے یہی

(۵۵)

پھر دل میں خوشی کا راج دیکھا میں نے
پھر فرقِ جنوں پہ تاج دیکھا میں نے
پہنچا جو سفر سے تو اک عمر کے بعد
اپنی جانب پھر آج دیکھا میں نے

(۴۳)

ہر رنج و شکستہ حالی باقی ہے
ہر موج صبا تو ان لالی ہے
سے غم ہے کہ ہم سے دنیا نے یہی پوچھا
یہ دم ہے کسی کی یاد آتی ہے

(۴۴)

کچھ لعل زباں ہے نہ نکلا اے دلدار
جب جان لیا لیکن سب کا راز
اب ایک نفس کی بھی نہیں ہے فرصت
یہ سلسلہ عمر دراز

(۵۹)

نقشِ فرقت وہ ابھار دے گا دل پر
بارِ غصہ وہ اتار دے گا دل پر
اس ڈر سے اٹھاتا نہیں آنکھیں وہ
آنکھوں کا وہ ڈنک مار دے گا دل پر

(۶۰)

پیغامِ فراق اک سایہ ہی تو ہے
اک جان اور اس صدمے کی تاب آئی تو ہے
وہ لوچ ہے جسم میں کہ عیب اک ذرا ہے
وہ پیچ ہے دل میں کہ ابھی آئی تو ہے

(۱۵۱)

زیادہ اس کو دل سے دور کھینچا جاتا ہے

دل جب اس میں بٹھایا چلا جاتا ہے

چھوٹی پتی منقبض ہیں اگر اوپر کی پائیں

ابتدا میں سر کیا جی کو جدا جاتا ہے

(۱۵۲)

سیر سے نیچے ہتھیلی پہ عیاں ہو جب

ہیں دونوں والا ہوں اول ابھار ہو جب

ذوقیت کا اس جگہ میں ابتدا اس کا ہیں

خطرات ہیں نتیجہ ہو بار بار جب

(۵۲)

مالوس بیدن دوزن توتیلکلی سونکنم
جهانیس جه بیت ارزیلکلی سونکنم
باریتیز یزلارلی سیجه وصلیلی وصلیلی
بیتیسکلی آدلس چاپتیلکلی سونکنم

(۵۳)

کیلاق تقاضاس سیل کیلایا یاپی
سایا کیجه کیبون نیبسل یاپی
بیسی بیکیا کسی بیخیبی
آپنسون کیکاکسی سای ایاپی

(۵۵)

لازم ہے دوا ہی نہ دعا یاد رہے

اس لعل لب و زلف رسا یاد رہے

چھٹکارا ہے نزع اس پس ترس کی تعین

سر عہد یہ اللہ بس خدا یاد رہے

---

(۵۶)

قربان کی تیاری یہ بیچکی بہار

نہ پایا سے اے نگاہ یہ تیر بس لگا یار

الٹی کی کھنچی ہے تاں آواز تری

چٹی یہ صبا آس تیرے قرآن کی محفل

(۵۷)

اللہ رے بدمست جوانی کا نکھار
ہر نقش قدم پہ سجدہ کرتی ہے بہار
اس طرح وہ گامزن ہے فرشِ گل پر
پڑتی ہے ہری دوب پہ جس طرح پھوار

(۵۸)

کیوں بال ہیں اس طرح پریشاں تیرے
کس غم سے ہیں نم دیدۂ حیراں تیرے
جس طرح کسوٹی پہ ہوں سونے کے خطوط
یوں رخ پہ جھلک رہے ہیں ارماں تیرے

(۵۹)

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

(۶۰)

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

پیرانِ سالوس

آں قوم کہ سجّادہ پرستند خرند
زیرا کہ بہ زیرِ بارِ سالوس درند
ویں از ہمہ طرفہ تر کہ در پردۂ زہد
اسلام فروشند وز کافر بترند

(خیّام)

قبروں پہ مُریدوں کو جُھکاتے رہیئے
ڈھولک پہ سفیہوں کو نچاتے رہیئے
اللہ اگر رُوٹھ رہا ہے، رُوٹھے
کیا اِس سے غرض عُرس مناتے رہیئے

(مصنّف)



(۱۱)

پیچیدہ ہوں پیش سر جو نقش سینے وارا
تیوں تیری پریت کا جیتے وارا
تیر ایں جدوں سے کیوں نہ کیتا غبارا
جیرا ایں جیتیوں کی ٹیجے وارا

(۱۲) رباعی

عشاق کریں تصنیف سے آپ ہی کیتی
بیٹھا ہو جدوں آ جیہڑی نگاہ ہی کیتی
حیرت ہے کہ کر عاشقاں اُتے
سکھ جانا ہیں تیری کلا ہی کیتی

(۱۳)

عبرت کی اک نظر سے گلستاں نے دیکھ

بادی ایں ایرا کے کار نما نے دیکھ

تنبیلان کی اک بگولیوں میں گرد ہیں

آدمی کی سبیلے ادائے دیکھ

مرزا لکھ

(۱۴)

اے شیخ جی سمجھو تو رخ اٹھایا ہوتا

اس دل پہ سمجھی تو زخم سہل پایا ہوتا

اس طرح لگائے نہ یار سر پہ ہیں

یا یار دل اگر سب لگا یا ہوتا

(۵)

ہم آئینہ ہیں سزائیں دینے والے

طوفان ہیں تو دشمن کھینچنے والے

اللہ کرے دلا ہیں بہنے والے

کیا ہیں خدا کا نام لینے والے

---

(۶)

یکجا ہیں راہ بتائے رہیے

اللہ سے تران ورائے رہیے

ہنسے والے کہتے رہیے بابین

اور شوق سے مال بنائے رہیے

(۷)

وہ اشتی پیچ ہیں ہم اتنے تھکے ہیں
عیب سے وہ پاک ہیں ہم اتنے گنے ہیں
کچھ وہ شکل اچھے ہیں ہم سچے ہیں پیچ
گر یاد وہ قطرا ہیں اور ہم ابر بنے ہیں

(۸)

ساکچھ پیچیں کی سراوانی ہے
نا قابلِ ترحم دل کرے پیرانی ہے
کچھ پیش کے سینے دور ابھی بیچ
صبا کچھ ہے اور تشکیل بجا انسانی ہے

(۹)

ہم دیکھیے تیشوں کو کیا کہتے ہیں؟

اپنا ہی کہہ بیٹھیں علا کہتے ہیں

لیکن یہ غلام زر یہ ایں پتیں ودار

مدح جو کرتے ہیں تو خدا کہتے ہیں

---

(۱۰)

افسوس ہم بس دنیا کے ہیں

سب تیری عقیدت کا صلہ دیتے ہیں

منعم ہیں یہ ہم نہیں اللہ کے ہیں

بندے سے تری حبیب اللہ لیے ہیں

(۱۱)

یہ بینش کی گردن باہر نکالی جائے
شگاف ڈال کے پیٹ دل کے چھپائی جائے
جتنی جتنی لا کے ورانی ای اک سی
اتنا ہی گنا ہوں کو دہائی جائے

---

(۱۲)

اتنا ہی نہیں کہ جب ڈبا دیتے ہیں
انساں ہی کو دھوکے میں پھنسا دیتے ہیں
پیچیدہ ہیں اور صفیں باندھ کے تیں
قد حضرت حق کی بھی دبا دیتے ہیں

(۱۳)

ہر رنگ میں ابلیس سزا دیتا ہے
انساں کو بہ طورِ دغا دیتا ہے
کرتے نہیں گرفتہ جو آتش ان کو
یہ آدمی نار دل میں لگا دیتا ہے

(۱۴)

آنکھوں میں لئے پردے ترا بیٹھا ہے
سنتے ہیں یہ ابلیس خود تنہا بیٹھا ہے
عصمت سے گریباں ہے اعتراف عصیاں
انسان ترے ہیں معصوم بنا بیٹھا ہے

(۱۵)

قطرے میں تڑپ رہا ہے جیحوں گویا
جنبش میں ہے فرزی کا فسوں گویا
زاہد ارے سمجھیں میں یہ تمثیل انساں
غلطاں ہے زمیں میں گنج قاروں گویا

(۱۶)

جنت کے عوض پہ جان دینے والو
گندے پانی میں ناؤ کھینے والو
ہر خیر پہ چاہتے ہو اسّی حوریں
اے اپنے خدا سے سود لینے والو!

(۱۷)

اے شیخ! نہ پوچھ مجھ سے کچھ حالات میری
دنیا سے نرالی ہے طبیعت میری
تسبیحات ہے تری صوم و صلوٰۃ
تسبیح حیات ہے عبادت میری

(۱۸)

یہ جرم ہے ہیچ، ان کی خطا کے آگے
سنتے ہیں یہ پائیں گے قضا کے آگے
واللہ کہ معصوم ہیں زہاد ان جواب
ان ہے تقصیر بس اور ایسا کے آگے

(۱۹)

پیرانِ حرم صیدِ گنہگاری ہیں
سرتا بقدم غرقِ ریاکاری ہیں
دنیا ہے اور وجودِ باری کا سوال!
یہ لوگ تو ایمانِ اقراری ہیں!

(۲۰)

اے شیخ! بلندیِ نظر ہے طاعت
تسخیرِ قوائے بحر و بر ہے طاعت
محراب فقط دلیلِ انساں ہے خطیب!
اعلانِ بزرگیِ بشر ہے طاعت

خُمریّات

آمد سحرے ندا ز میخانۂ ما
کہ اے رندِ خراباتیؑ و دیوانۂ ما
برخیز کہ پُر کنیم پیمانہ زمے
زاں پیش کہ پُر کنند پیمانۂ ما

(خیّام)

خیّام کے نام

(١)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(٢)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۳)

ساقی غمِ ہجر پیش کر مے ترسا کیوں ہے

ہیں رند پیالہ نوش ہوں تو پیاسا کیوں ہے

لعہ تیرون میکدوں کی گھٹا نے پئے

اور ہیں پیاسے کیوں رکھے ہو نداں کا پیاسا کیوں ہے

(۲)

گلشن کی روش پہ پیکر آتا ہوا جی

بیٹھا کہا جو اک گھڑا آتا ہوا جی

کل رات کا میں پیالہ جا تسکیں پہ زورِ تاب

جیتے آج بیاباں بیٹھ کھاتا ہوا جی

(۵)

مرے پہلو میں جاں ہے یا نہیں ہے
تیغ ہے پیکاں ہے یا نہیں ہے
پتہ نہیں ستمگر نے چھوڑا وفا نے خراب
معلوم نہیں وہاں اب ہے یا نہیں ہے

(۶)

ہے تیغ ستم طور سر دے ساقی
ہے ظلمت شب بڑا دے ساقی
ہے آج کی رات دور ہے دنیا میں بہار
ستم یہ صحبت دور دے ساقی

(۷)

آؤ ہم تم بیٹھیں یہیں فرق کرے ساقی

آدمی ہے سب کو اب تو کرو اے ساقی

اس دوستی سے ارض و سما کو لائیں

اٹھے کل کر ارماں بیٹھے باغ کرے ساقی

(۸)

ٹھرے سے وقت کیسی یہ بلبل ساقی

کیسی دل کی گرہ لگی نہ کھولی ساقی

بے پیالہ تو ہونا ہے یہ حال ہے

دے جام کہ سر آباد اجڑے دل ساقی

(٩)

میداں میں پیا چھپتے کہاں دل باقی
بجنی پیا ہے رعلی کی جھپ سے کل باقی
سپہر سے سر سے پیا نہ زر پیت پیا سہراب
قبل اس کے کہ ابرو بجل تھل باقی

(١٠)

ہاں دیکھ تو یہ لاف و گزاف اے باقی
چاہت ہے کس در جو خلاف اے باقی
از آتش معصوم کر سے گا دل کو
بتیاں سے بہیں سر سے ہمیں معاف اے باقی

(۱۱)

طغیانِ زوال بھی دکھا دے مجھ کو

عصیاں کا کمال بھی دکھا دے مجھ کو

سرگشتہ جہاں کی نہ چھیڑ دل کا رباب

اثباتِ جلال بھی دکھا دے مجھ کو

(۱۲) ص

منظور جو ہے اصطلاحِ ایماں کر دے

فردوس کو بریں طاقِ نسیاں کر دے

ساقی ہے شفق ہے چمن ہے مے ہے

اس نقشہ پہ تو ادھار قرباں کر دے

(۱۳)

ساقی کا ہے پیام بہ نگ نظر سے کرلو

رحمت بھی اس کی اب تو ادا کرلو

آدم کا بیٹا لطف سے ہوں فرزند حبیب

عصیاں سے اب کر بھی کسب ادا کرلو

(۱۴)

ساقی قدح بادہ گلگوں لبالب

طلعت میں لئے جلوۂ دل کی تباہ

ہیں پاؤں تصور میں سرشار

واحسرتا و اوقات آوارہ یا اللہ

(۱۵)

یہ وقت ہے وقتِ ہاؤ ہو اے ساقی
برسات ہے غرقِ رنگ و بو اے ساقی
دے جام ذرا اُس وقت کی جھاک ہو گند
جس وقت زمیں ہوں گا نہ تو اے ساقی

(۱۶)

دریا کا شبِ مہ میں چھلکنا، ہے ہے
رخسارۂ ساقی کا چھلکنا، ہے ہے
ساحل پہ وہ بہکے ہوئے پیمانے سے
پگھلے ہوئے سونے کا چھلکنا، ہے ہے!

(۱۷)

کیا فائدہ پیچ اپنے پہ کھانے میں ہے

مستی میں ہے جو لطف اُٹھانے میں ہے

عیاش تو دونوں ہیں مگر فرق یہ ہے

کھانے میں ہے مزہ ایک کو پینے میں ہے

(۱۸)

ہم دونوں میں ہے اک تعصب ایرانے سے

مطلب ہے فقط دل کے بہل جانے سے

ہر نام پہ کرتے ہیں عبث تیری ہم

تو ظرف و صفت سے اور ہم پیمانے سے

(۹)

ہاں نہ پوچھ یہاں زندگی جاتے تو سہی
اس جام پہ پڑا اس رات چھپائے تو سہی
ہائے ٹپکا یہاں امرت کا ظاہر کا عیاں
اس وقت قصیدہ شعر آئے تو سہی

(۱۰)

آج سب کو مست بنا کے گئی ہیں
افلاک پہ چھپ کے جھلا کے گئی ہیں
ساقی ادا یہ ادا کے دم بھر بیٹھ
دیکھو کس کی آہٹ ہے نہ پا کے گئی ہیں

(۳۱)

پتیاں آ کے پھرائے چھپائے گا سکھی

سنگ بیچ پتیاں اندر آئے گا سکھی

پھیلے پتی پتیاں ہے پتیاں نہ بنے

بیچ لپٹ ہے بھیرا آئے گا سکھی

(۳۲)

پچکی کا بیٹا ہے قضا میں ساتھی

پیسی جو آتی ہے گھٹا میں ساتھی

پیرن جیارا ہے تیری آیا

پھیکی ہوتی باتیں کی ہوا میں ساتھی

(۴۳)

پھر فرستادہ ہے کیف عشق بستاں

پھونکتا ہے آرزوؤں بیت کا جال

مٹ رہا ہے اہلِ روح فرسا مہ و سال

معدوم ہوا ہے ماضی و مستقبل و حال

(۴۴)

جاری ہے اس وقت بصد گردش جام

مخمورہ ارواح ہے پیغام و سلام

شق ہوا ہے آئینۂ طلسمِ ظلمات

لو دے رہا ہے وجہ ذوالجلال والاکرام

(۲۵)

مستی ہے میری کتاب رکھ دے ساقی
پھر تو بیچ شراب رکھ دے ساقی
گل ہو گئے چراغِ علم و دانش اللہ
اس طاق میں آفتاب رکھ دے ساقی

(۲۶)

جب دن بسر لطف کے اوقات اے دل
پیش آ گیا لے جو خرافات اے دل
دنیا کی کدورتیں ہیں صبح روزنامچہ
ناشستہ کریں اپنی ہی رات اے دل

(۳۷)

انفاس حیات بی‌بدل گذشت به بیتی
با چندین بیش و کم گذشت به بیتی
بنیاد نجس از ابوا حسرت او عمر ای
بیتی ابوا حسرت گذشت به بیتی

(۳۸)

ساقی بیا بیک دو دوران جاناج
از بهر گل گلستان جاناج
پیمانه که پیچی حکایت بی بیتی
بیت نیست معلوم کیهان جاناج

(۳۹)

ہر آن جگا رہی ہے قدموں کی صدا
گیتی پہ چھا رہی ہے قدموں کی صدا
دے جام کہ بڑھتی ہی چلی آتی ہے موت
ہر سانس میں آ رہی ہے قدموں کی صدا

(۴۰)

ساقی! تری کمی اس سے بڑھ کے ہوگی نہ بدی
تو دیکھ کہ حالت ہے مری کیسی ردی
اک آن کو تو نے ہات روکا مے سے
اور عمر کی پیماں گزر گئی ایک صدی

(۳۵)

کل رات کو اک مغبچۂ بادہ فروش
ہنگامۂ رقص میں بصد جوش و خروش
یوں گرم سرود تھا کہ اے شاعر چپ
یک قطرۂ جنوں گراں زصد قلزم ہوش

(۳۶)

پیرو! اب سے کہ، وہم آگہی ہے خوں ریز
اک جوش کہ ابھی ہیں خوف ستیز
تو شاطر آگہی ہے تجھی پہ ہے خلد
اے بادۂ کشت و نگار و رستخیز

(۴۳)

بجز کیف دیکھو وہ نظروں سے ساقی
بگڑے ہے دل سے کہ محبت سے ساقی
قاتل ہے کوئی لذتِ احساسِ لطیف
اس تیغ کی بارش ہے برس سے ساقی

(۴۴)

اچھی نہیں یہ درازیِ مستی کا خاموش
انصاف سے کہو اپنی پستی کا خاموش
پیتو رو شب بادہ پرستی کے خلاف
خاموش ہوئے عہد زبر پرستی کا خاموش

(۳۹)

[illegible] اے ساقی
[illegible] اے ساقی
[illegible] معلوم
[illegible] اے ساقی

(۴۰)

[illegible] اللہ اللہ
[illegible] اللہ اللہ
[illegible]
[illegible] اللہ اللہ

(۱۳)

کچھ ہم سے لوگوں کا تپاک ایسا تھی

حسن معیار اداں کا پابند ایسا تھی

دنیا کیا تھی ایک ساعت اور عقبیٰ کیسی تھی

نصیب تیرا جب تیرا ایسا تھی

(۱۴)

کبھی اور بھی جاناں عجب سے تھیں

بے نتیجہ اور عالم پیچ حسین

گرنا ہوں تب یا عقیدہ شاگرد صبح

لیکن سے پاں پنہاں

(۱۴۳)

کرسی سے بلند ہے نشیمن اپنا
فردوس ہے پیش دوران ہے گلشن اپنا
تنکہ تنکہ ہے کا چھوڑا گلا در
اچھا ہو تو نکھرے دو دل میں دامن اپنا

---

(۱۴۴)

جو کچھ ہے سو اعجاز نہیں کس ساقی
ہستی ہے سبھی دراز نہیں کس ساقی
ہر یک کہ ہے وجہ ذوالجلال والاکرام
واللہ ہے میرا نہیں کس ساقی

(۲۵)

اس شہر میں اک بھی تری طرح کا نہیں
جیسا کہیں کوئی ہے سچ کا نہیں
کہتے ہیں کہ اب نہیں کہیں کوئی وفا نہ
سچی نظر ہے کہ ریا کا نہیں

---

(۲۶)

افسوس ہے اے عقل سے خالی ذہن
اب تنگ ہیں سب ان ذہن
کیا سوچتا ہے ستارہ خرامی کے خیالات
ہے بے بسی تنگ داماں ذہن

(۴۷)

دے جام کہ گزشتنی ہے ہونا ساقی
انساں تیرا ہے رونا ساقی
مقصود عمل کیا ہے؟ حصولِ مقصد
مقصود حصول کیا ہے؟ کھونا ساقی

(۴۸)

دے بادہ کہ ہو عقل معطل ساقی
کرتے ہی نہیں ایمان مکمل ساقی
تفصیل کی مشکلات میں دل تنگ ہے یہاں
اجمال کی سلطنت میں ہے چل ساقی

(۴۹)

اجالا ہوا سب کا تو آرسی سیں پیو

پیالا ترا دل کو غم کے آرسی سیں پیو

پیالا جیسے تے تیتیں پیالا آل تی

آر دو دور مر کے ادو دور مر آرسی سیں پیو

(۵۰)

اب ہم ہے جی زنیا میں کہاں ہیں پانی

ہے کچھ تیری جاب بنگے ا ہیں پانی

ہم کو بین آتی رو کے اشک میں شراب

ہم جا ہم ہیں نہ تو اب ال ہیں پانی

(۱۵)

ہاں یار جنہاں تیرے گھاٹ روا ہیں
پنجھ ندی نے پتن کنارے روا ہیں
بیت بیت سے کھوا دا ہیں
بیچ بیچ پیچ سے بیڑ اوا ہیں

(۱۶)

مستان کے ڈیرے پاس تپیتے پانی
کردوں پیار دا چاہیے پیتے پانی
یار نظر دا پال لیو نہیں چھانے الیہ
گلشن ہیں یار پانی جھنے پانی

(۵۳)

رندی میں نہیں ہے کم گلکاری ساقی
ترمیں و شاں ان کی گلکاری ساقی
اس کا نہیں سبب تعلق ہے جہاں
واں گم ہیں ادا و قمر و دلداری ساقی

(۵۴)

کیا شیخ حقیقت ہے سکوں گل کا نہیں
باقی ہے وہ اوروں سے سکوں گل کا نہیں
سب جام سے آرام کی نہیں ہے معلوم
کا اور ہی ہے تن سے سکوں گل کا نہیں

(۵۵)

ہم پھول کو سو جام پلانے والے
ہر ذرے میں سو جشن منانے والے
کیوں آپ نشاط و جامِ گل سے مجبور؟
اے عالمِ آب و گل میں لانے والے!

(۵۶)

اٹھ، چھا گئے آسماں پہ بادل کالے
چل جھوم کے دریا کی طرف متوالے!
چل اس کے کنارے کسی پیپل پہ چل
ساحل پہ ہواؤں کے تھپیڑے کھا لے

(۵۷)

پھر مرے سامنے یہ رات نہ رنگین آئے
ساقیا! جلتی پھرتی رات نہ رنگین آئے
طلعتِ یار کی ایسی یقیں بینی نہ رہے
اے دلِ زار یہ وہ رات نہ رنگین آئے

(۵۸)

ممکن ہے کہ اب جشنِ خرابات نہ ہو
اس رات کے بعد پھر کوئی رات نہ ہو
بہر گلِ تر کئی لب، جانبِ والا
ممکن ہے کہ اب کبھی ملاقات نہ ہو

(۵۹)

کیا پیش کرے کیا ب ز زہد و عصیاں گردوں

اقبال دلی ترتیب پایاں گردوں

گہ باکہ وقت قیمت آید شہر آر بالس

کیا حق ستا کے شمع با ایماں گردوں

(۶۰)

صہبا ہیں شفقیہ دل کا علاج اس ساقی

مینا ہے کہ آب و رنگ ہے گل اس ساقی

قبل ازیں کہ بیج نہ انتظام انفاس

ہے وقت کہ سائنس ایلا اس ساقی

(۱۱)

پیر آتش اے سوز نہاں کی قسم
جنگل میں ابر آئے بیاباں کی قسم
مہکا ہے نفس آتشِ پنہاں ہے
ہے اسی آگ سے ایماں کی قسم

(۱۲)

اے ہوس کے حاملو احتیاط کے بندو
اے حرص کے حامیو ابوالہوا کے بندو
تا چند نہ ہو گے آزل مسبب غفلت
اب بھی سمجھو تو خدا کے بندو

(۱۳۹)

دل کی کبھی ہے طرفہ ترنم و ادا ساقی
تار اسے کبھی ادا کبھی بادہ اسے ساقی
اسے بادہ کہ ہے ال ابر خزاں کی منزل
ایمن یقین دار است بادہ اسے ساقی

(۱۴۰)

اور دل کو بتا دل کیا ہیں گھاتیں اپنی
نہ دو کبھی جستا ان ہیں باتیں اپنی
با عشق تو ہیں ہے ال اسرار قوت
قدرت سے چھپا پایوں راتیں اپنی

(۶۵)

جو ان جفاؤں سے قلب آزردہ پایا ہے

جو بات پیرایہ بیاں تیرا پایا ہے

کتابیں دل اُس کے اک غنیمت ہیں پیہم

جو فراز غمت سے گزر جایا ہے

---

(۶۶)

جو پایا تھا جب ساتھ وہ عمر بیت گیا

بیابان والا تھا کہ جیت گیا

یعنی اس عالمِ فانی در پیش ہیں

صبح تک سر دن آج کا بھی بیت گیا

(۴۷)

پیتی ہے کہ پیش بس زبانا لالی ہے
تتلی کے لب سے رس ہوا لالی ہے
سبج بج سے لب سی کی تیری آئی
اس رات کی ہنستے ہوئے چڑا لالی ہے

(۴۸)

ان شعلوں کا جام سب پیاری ہے
اب تک دی ہم نے آہ پہ جاری ہے
کھا لی ہے پھول ان کے گہرا لیں
جا دیں کے اکھڑ آہ پہ پیاری ہے

(۶۹)

ہستی کا حباب اگر دل نے بنایا پانی
گردن زہد و ورع کی بنایا پانی
دے بادۂ تر اے طالب ہو ذرا کیسی ہے
انسان تو ہے جسم کا پتلا پانی

(۷۰)

آدم کی سرشت کو خدا را پہچان
ہے پیدا ہوا اور آتش و خاک کا نشان
ہر چیز میں طرز ایک کی ہی حبیب ہیں
انسان کی حیات ہے ہزار و زمان

(۱۳)

رہنے دو کو رولائے کامرانی باقی
ہے روز جزا قطرہ کے سلطانی باقی
جتنی ہیں گر آنکھوں میں تیری پرسش ناگفتہ
رہے آنکھ جواب نہ جوانی باقی

(۱۴)

یہ چاہیے کہ کلیاں ہیں پیچ کی والی
راہوں میں ہیں کے اُگ گل پیچ کی والی
بن جائیں گے پیارا کہ گلاں جہاں سے آئی غم
مرنے کی طرح ہے اب پیچ کی والی

(۳۹)

چہرہ زرد ہے آب دیدہ کچھ بھی نہیں
پیار کے آگے ارض و سما کچھ بھی نہیں
ہاں چاہیے اٹھا جام کہ نہیں سحر
اک ساقی کی محبت کے سوا کچھ بھی نہیں

---

(۴۰)

یاروں سے نہیں ہوش ٹھکانے ساقی
سجدوں میں ہیں پیچ کے پیمانے ساقی
اک حور و طیور و حور و غلمان و قصور
سب دور کے ڈھول ہیں سہانے ساقی

(۷۵)

پستی سے گزر، عرشِ معلّیٰ ہو جا
پی اتنی کہ خود ہی روحِ صہبا ہو جا
ہاں بجھ کے چراغِ عقل بن جا خورشید
ہاں ٹوٹ کے اے حباب دریا ہو جا

(۷۶)

وہ بزمِ طرب کو غم نے لوٹا ساقی!
وہ ہات سے جامِ عیش چھوٹا ساقی!
ہاں جلد اٹھا جلد رباب و ساغر
ٹوٹا وہ حبابِ عمر ٹوٹا ساقی!

(٦٧)

جوتیوں سے نکل کر ہوئی تیغ سر باقی

فانوس تاروں سے لپٹ پہ ہم باقی

یاں طلبا اٹھا جا بم کرا بتر تپاں کا

کر آن ہیں ہے درد ہم باقی

(٦٨)

نالے ہے سر اطاعت غیرت ہے

کر تو ہے بادشاہوں کی صورت ہے

زاہد آگر آج سے کعبہ بنا رہا

کر تیرہ صحن بھی پچھیتوں لذت ہے

(۵۹)

بیتاب ہے کہ دل سے تاب و تب جاں ہے
آ عشق سے لیلائے طرب جاں ہے
ساقی بہ تیغ بے زباں سر دیتا ہے
دنیا ہے نمود سے جام تب تاب جاں ہے

(۶۰)

باغوں پہ وہ چھپکی جوانی، ساقی
سنگی وہ ہوائے زندگانی، ساقی
ہاں جلد اٹھا دل، اچاٹ ہستی کی آگ
آیا وہ ہے ستا ہوا پانی، ساقی

(٨١)

آئی ہیں گھٹائیں نغمہ خوانی کے لیے
تو رنگ لیے ہوئے جوانی کے لیے
دے بادہ کہ اب سے بڑھ کے موزوں کوئی چیز
یہ آگ ہے برستے ہوئے پانی کے لیے

(٨٢)

کیا جام دکھائیں مشعل اے ساقی
اب مست ہے بزم آب و گل اے ساقی
میں پا چکا ہوں "ذرّات" سمجھتا تھا جنھیں
یہ تو ہیں وہ مہر کے ٹکڑے ہوئے دل اے ساقی

(۴۳)

فردوس بریں ہے کسی فانی کے لیے تیار
صد بار جو دل کے ترانے کے لیے تیار
جنت ہے خاطر یہ جو جس کی بنیاد
تزئین ہے اس کی ایک انسان کے لیے تیار

(۴۴)

پرہیز و ورع، پیار اتقا کچھ بھی نہیں
فضل و ہنر، فلسفہ کچھ بھی نہیں
رساده کہ انتہائے علم اے ساقی
اقرار جہالت کے سوا کچھ بھی نہیں

(۸۵)

منصور سے گیر و دار تو ہے، تو ہے
انصاف کا طلبگار تو ہے، تو ہے
انسان کی سرشت اور قانون سزا
مجبور کا اختیار تو ہے، تو ہے

(۸۶)

تسلیم میں یہ طوفانِ طلبیت ناچیز
خشکی کی انجمن میں ظلمت ناچیز
اے کافرِ نعمت، اے دیوانِ صالح
ناچیز ہے تیرے لیے عبادت ناچیز

(۶۷)

کیا تیغ نے لگا گل فشانی نی ترکے

کیا پاے لگا تو رنگین جوانی ترکے

دیکھ ترتیب دوزخ نے ڈرایا مجھ کو حقیقۃً

ہے گرمی سے کھوں جائے ہیں پانی ترکے

قل نار جہنم اشد حرا

(۶۸)

معشوق سرخ سے چاندنی تجھ شیریں

کیا نے ہیں تجھ تیرے تو نقش سے دیں

پائے ہیں گھول دے جو دوزخ چمچ پانی بہشت

معشوق پیدا دے جو دنیا جو دیں

(۸۹)

یہ باعثِ عشرت ہے مے ناصحِ خوش اوقات

ایسے میں ذرا چھیڑیے اپنا کوئی بات

اوجِ قلمِ مرزا کی و عرش و افلاک

اس وقت کہ ہے ابر ہے مینا ہے بادہ ہے برسات

(۹۰)

جیسے کوئی تاریک رات میرے دل میں

جب سے ہوئی حیات میرے دل میں

ساقی نے سبو سے اٹھایا جو حباب

گرمی سی کاسے بنا اتری دل میں

(٩١)

پہ اڑتیں صہبا، پہ صہبا باری گاہ

پہ زمرمہ، پہ عیدہ، پہ چشم سیاہ

کہ ٹک لوں میں دنیا میں تھا اور اب دنیا

جو دیکھی ہی پتلی پہ ہے الٹ الٹنا

(٩٢)

وہ رات کہ شراب و طنابا سے جاگے

وہ چنچل پیارے صبا کا چلنا سے جاگے

شنو پہ زنجیر کا وہ رہ وہ رہ کر

کہ تھل کے تیلیوں سے بل کھانا سے جاگے

(۳۹)

کل رات اک مست کی جیب تنگ

پینے ہیں پیالی کی چھلیاں کی سیب

[illegible]

[illegible]

(۴۹)

اٹھ اک نظر ادھر کر اے ساقی

یا رب یہ صفت ہے تیری اے ساقی

کہتے ہیں جسے حیات ثبات حیات

[illegible] اے ساقی

(۹۵)

جو اہلِ ترنم ہیں لہکتے ہیں ضرور
فیضانِ صبا سے گل مہکتے ہیں ضرور
جو رِند ہیں پی کے لڑکھڑاتے تو نہیں
البتہ کبھی بہکتے ہیں ضرور

(۹۶)

کس رات کو کی نہ بادہ خواری ہم نے
لب کاکلِ عشرت پہ سنواری ہم نے
اب تک تو یہ رات جس کو کہتے ہیں شباب
زلفوں ہی کے سائے میں گزاری ہم نے

(۹۷)

کیا آج کل رات سے بیکلی بیقرارات

کاں بیتی جا پیتی، بیکلی بیقرارات

حال اور پیا کے لیکھے کی پیار ہے نیم

کہی بیتی ارتقول سے بیکلی بیقرارات

---

(۹۸)

بجا سد، انوار، آئی، سکھی ری

گلگل بجے اتی کی بدھائی، سکھی ری

پہلے بین صنم کے، ادتی پیس صبا

مستغنی کی بادشاہی، سکھی ری

(۹۹)

کل رات کو کیا جوش میں آیا ساقی
پیمانے پہ پیمانہ پلایا ساقی
میں نے جو کہا مقصدِ ہستی کیا ہے
ساغر چھلکا کے مسکرایا ساقی

(۱۰۰)

وحدت کدے کی آن سے زینت ساقی
جنت کو درکار ہے طینت ساقی
زاہد کی نماز ہو کہ رندوں کی شراب
دونوں کا مزاج ہے بعنایت ساقی

(١٠١)

دل کی جانب رجوع ہوتا ہوں میں
سر تا بقدم خشوع ہوتا ہوں میں
جب بدر پس غروب ہو جاتا ہے
مانند ہلال پھر طلوع ہوتا ہوں میں

(١٠٢)

سختی کا گلہ کسی سے کرنا ہی نہیں
جس طرح کہ دردمند ہوا اپنا نہیں
ہاں صلح کی بات پر دل آمادہ ہے
تہ تیغ کسی کو کبھی لانا ہی نہیں

(۱۰۳)

پیالے میں ہے بادۂ اسرار نواز
نغمے میں ہے پیچ آسماں پہ آواز
پیالے میں جھلک رہا ہے اک مست شباب
اے میری حیات بادۂ ذی عمر دراز

(۱۰۴)

اسرار زباں کھول رہے ہیں ہمدم
ہاتھوں سے تول رہے ہیں ہمدم
اے تشنگراں بارگاہ ساقی
چپ ہیں پیالے بول رہے ہیں ہمدم

(۱۰۵)

کب ہے کہ فلک کو حکم دیتا ہوں میں
جو حق میں نصیب ہے سو لیتا ہوں میں
جب وقت پہ لطف بات تب آتا ہے
بخشیں کہ نہیں دیکھ لیتا ہوں میں

(۱۰۶)

بیلوں پہ چھلک رہی ہیں بوندیں پانی
پتوں سے ٹپک رہی ہیں بوندیں پانی
ہے جام کہ برسات سے لبریز ہے
دورہ سے چھلک رہی ہیں بوندیں پانی

(107)

زیبا نہیں شیخ زندگانی ایسی
اللہ رے اور بزرگ نی ایسی!
بے شک ہو دوبارہ جس کی راتیں گزریں
توہین حیثیت ہے جوانی ایسی

(108)

گل موتیوں کو رول دیا ساقی نے
سینے میں مجھے تول دیا ساقی نے
پیُن سے کم کھلتا نہیں مقصود حیات
میخانے کا در کھول دیا ساقی نے

مُتَفَرّقات

بھٹکتا ہوں کبھی ریگِ رواں کی جانب
اُڑتا ہوں کبھی کاہکشاں کی جانب
مُجھ میں دو دل ہیں، اک تو مائل بہ زمیں
اور ایک کا رُخ ہے آسماں کی جانب

(مصنّف)

آئے گا نہ جانے کب زمانہ اپنا
آگے کئی صدیوں ہے ترانہ اپنا
قدرت سے مِلا ہے مجکو صد حیف یہ حکم
بہرے دل کو سنائیے جا فسانہ اپنا

(مصنّف)

(۱)

خود اپنی ہی ویرانی سے مغموم دل اپنا ہیں

جب تک ہے تو وہ زلف پریشاں وہ پھول اپنا ہیں

خود اپنی ہی تیغ سے ہوا ہے جو ترے سے

اے اہلِ جہاں اُدھر وطن تشنہ وصول اپنا ہیں

(۲)

سحر الہام ہے گلشن کی یاد آتی ہے

پیہم چمن کی یاد آتی ہے

افسانہ ہجر ہے فریبِ شب کا دیدہ تر

اے یار وطن کی یاد آتی ہے

(۳)

مفلس ہوں مگر دولتِ فطرت ہمیں ہیں
اسرارِ تجلی کی دولت ہمیں ہیں
اے ہم پہ جو دولت اب سب پیش
آئینہ دار ایک کمالات ہمیں ہیں

(۴)

مانا کہ سب جامِ ازل دو کا مرے بخت
پایا ہی نہیں کاتبِ تقدیر سے بخت
واللہ مری ابدی مفلس ہیں
ایسا کہ جلالِ ازلی اور بدا مرے بخت

(۵)

یہ اور ہی دل رات ہے تیر آیا کب کی
اب کے جا نفی کی ان بات ہے تعجب کی
ہم بانس اٹھا کے یہ جا اکھڑ پڑے
سب تمنّا یہ آیا کے مری یہ دل کی

(۶)

جب اختیار بیتاب بار بار آیا ہوگا
دل کو ترے کتنا بیتاب یار آیا ہوگا
جب ان ابرول کے باغ بیتاب پری
سینہ میں بیقرار کر کے آیا ہوگا

(۷)

پایا عمر کے ساٹھ جو تیس طیبا پتہ ہم

کیوں تیس کے سال کے پیچھے نہ دو طلبا پچیس؟

طلبات پچیس پرس ۵ وقت ہے عمر سوار

کیوں عمر کے آگے نہ بکلیں پچیس ۹؟

(۸)

بھٹکے ہوئے انسان کو دیکھو تو ذرا

ان عقل کے نادان کو دیکھو تو ذرا

سب طرح آزار کے کھاتا ہے قسم

دنیاؤں کے حیوان کو دیکھو تو ذرا

(۹)

افسردہ نہ بن اے دل مرا بات نہیں
شیدا ترے لو دوست ازل ہی جا بات نہیں
پیچیدہ دلی کی شناخت اہل دنیا کو نہیں
پیچیدہ دلی کہ نقطہ سر آپ ہی بات نہیں

(۱۰)

اب خواہش لذات نہیں باقی
اب دل کے سوالات نہیں باقی
سب کے لئے اک کشاکشی ہے دنیا
اب ہم کو مکافات نہیں باقی

(۱۱)

تبلیغ کا وہ حسن ہے جس سے رسالت حیراں
تخلیق میں مصروف ہے شاعر کی زباں
تبلیغ ہے سنتِ رسولانِ سلف
تخلیق ہے سنتِ خدائے دو جہاں

---

(۱۲)

ہر دل پہ جو دل کا بار گراں ہے اے دل
اور دل کے لئے زیست کہاں ہے اے دل
پیغمبر نے آج آہ بھری ہے زیب
یہ آہ بدنیا کا وصال ہے اے دل

(۱۳)

صفتِ ہستی ہیں کل صفات میرے آگے
ہے یہی حسنِ ذات میرے آگے
کیا ہیں آبِ حیات میرے آگے
کیا ہے حباب کائنات میرے آگے

(۱۴)

یہ ارض کی ہستی ہے نہ سما ہے واللہ
ہے پیچ و ترا ایک ادا ہے واللہ
اٹوں کبھی کبھی پیتا ہوں وہاں
پینے کو پیالا ہے نہ خدا ہے واللہ

(۱۵)

پہ دپہ پہ پہ روانی، اللہ اللہ
سری کا پہ طوفان، اللہ اللہ
سیکڑوں تراشیں کیسا عجیب جیتی
نہایت ترا طلسم ان، اللہ اللہ

(۱۶)

بانئ شہر نے جھلک اپنی دکھائی کیا کیا
بانئ شہر نے کی جلوہ نمائی کیا کیا
بنگلا و اصطبل شکوہ سلطان کا طبس
تاج محل کی ادا و سرائی کیا کیا

(۱۷)

راز کون و مکاں کا محرم ہوں میں
پیاسا ہوں، بےچین ہوں، بیدم ہوں میں
مجھ میں پاتے ہیں پتہ دونوں ارض و سما
گہوارۂ طفلک دو عالم ہوں میں

(۱۸)

قائم ہے یہ طور، یہ ممکن ہی نہیں
باقی ہے یہ دور، یہ ممکن ہی نہیں
احسان کیا ہے آج جس بانی نے
کل وہ بھی کرے جواب، یہ ممکن ہی نہیں

(١٩)

انسان ہے بنا ہوا اژدر، بھاگو
بھاگو، اس ایں جنون و جبر سے بھاگو
پیارے آگے سر، پاؤں پہ رکھ کے سر بھی
لازم ہے کہ پاؤں سر پہ رکھ کر بھاگو

(٢٠)

ساونت ہوں، سرگرمیٔ دنیا ہوں میں
دوزخ ہے نہ زندگی کے دنیا ہوں میں
اس لطف و بہادری کے باوصف
دنیا اثر سے آدمی سے دنیا ہوں میں

(۱۴۱)

سب بستیاں دل کی آگ سے ویرانیاں ہیں
محشر سے اندر زندگی سے ویرانیاں ہیں
اغیار کی دشمنی سے ویرانیاں ہیں
احباب کی دوستی سے ویرانیاں ہیں

---

(۱۴۲)

موجِ بہار میرے حسبِ فطرت ویراں ہیں
چالیں میرے ، میری کائنات طبیعت ویراں ہیں
سبھی دردِ بینی کی دشمنی سے بھی اول ہیں سبھی
احباب سے مجھ آگے اماں سے ویراں ہیں

(سہ مصرعہ)

احباب کی یہ غیرتِ ایمانی پہ افسوس

سرچشمۂ ہستی سے بیگانگی پہ افسوس

جب تک اور بے شعور کے ارباب ادب

ذوقِ سخن کا ہے سرشتِ فانی پہ افسوس

از حضرت فانی بدایونی

(رباعی)

آئینۂ قلب کو مثلِ جلوۂ دل دیکھو

کس کا جلوہ کا پیالہ اسی دل دیکھو

سے آگہی کی حقیقت کا ظاہر ہے

کیا جی کی تقدیر پہ دل دیکھو

(٢٥)

بچھڑ کر پیت نہ دکھاں کی سمجھی

اے دل اپنا آپ پرایا کی سمجھی

بیچ دنیا آپکے نادانوں سے

داناؤں کو بیچی گلاں کی سمجھی

(٢٦)

اے عشق کے دریا میں بہانے والے

او حسیناں کے ناز اٹھانے والے

اسلام ہے تصدق ان کے تیرے ہر دین

پیارا ہے اپنے عشق پیا نے دا ادا

(۲۰)

کیا ورون کن وار، چھپایا ہے سرتی

تقدیر پایا سر، اپنا ہے سرتی

ہے گھمر پتی ہے خفیف ال آواز

سیا زیر قدم سر اپنا ہے سرتی

---

(۲۱)

پچھے لطف بستان دا اکھا پتھا بی

پنجرہ بہ جی آ آیا پتھا بی

بالا کرے آدہ بہ سر پچھ

سیا تا پچھن بسکا پتھا بی

(۲۹)

تخیل کی وسعتیں عجب آزادانہ
جس طرح زبان پہ ہیں حیران و بیگانہ
الفاظ ازل سے ڈال رہے ہیں پیمانہ
جب وقت گزرتا ہے معانی کا سایہ

(۳۰)

سمجھاؤں کن الفاظ میں کیفیتِ پرواز
الست کے وقت کا سوز و گداز
اس طرح چٹکتی ہیں چمن میں کہیں کلیاں
اطفال کی چیخوں کی صدائے آواز

(۴۱)

یہ اپنے کون گلستاں کا ہے دل
انداز الم ہے یہ اس کا ہے دل
کہتا ہے یہ جیسے داغ ہیں پتیاں گل ہیں
دراصل تصور ہے جناں کا ہے دل

(۴۲)

جب رات کو چھپتے ہیں یہ بادل کالے
ظلمت میں چمکتے ہیں دلوں کے چھالے
دریا ہے کہ ہے اس میں تپش کا ناکیں
پانی ہے کہ ہے دل کو چھپانے والا

(۳۳)

غلطاں ہیں چمن شب میں ظلمت کے نکات

ہستی کا فسانہ کہہ رہے ہیں ذرات

جھرمٹ میں ستاروں کے ہے سرگرمِ تجلی

اُترے ہوئے دل کے ساتھ ڈھلتی ہوئی رات

(۳۴)

آئی ہے صبا چمن میں گانے کے لئے

کانٹے کو نہیں، خوں رُلانے کے لئے

فریاد کہ ناعاقبت اندیش کلی

پھر آ رہی ہے مسکرانے کے لئے

(۳۵)

یوں ہم جیسا تجھ کو دکھ دیتا ہے؟

سختی مری کوئی اور ہی جھیلتا ہے

جھکتا ہوں پتنگ جیسا، تیرے سر کو

وہ بڑھ کے کھینچ کے لگا لیتا ہے

(۳۶)

مجھ کو غم روزگار نے دی یہ سزا

بس جاؤں، اگر بار نہ اٹھتا ہو مرا

حیرت سے کہا میں نے اٹھا کر نظریں

تو دل میں ہے موجود، مجھے علم نہ تھا

(۴۷)

دیکھ کر تیغ زندگانی ہو جائے

تیر اس کا بے شنا دہانی ہو جائے

ان کا یار عزیز سے غلط اراے بیار

سچ ہے کر کل عدو سے جانی ہو جائے

(۴۸)

ارمان ہے جب دل میں بے وہ آیا نہیں

تنا دوکی کا جی ہے بے وہ بتا دو نہیں

ہر بیج ہے اس کو عزیز سے آباد ضعیف

ابنائے غلام ہے وہ آزاد نہیں

(۳۹)

جو عشق کے غم کی لذت سے آشنا ہی نہیں
وہ کیا ادائے طلب سے کوئی آشنا ہی نہیں
سکھائیں غمِ زمانہ یہ ہم جینے کی بنیاد
ہم آہ کرتے ہیں سن کے کوئی آشنا ہی نہیں

(۴۰)

جو زیست و غرور بچھا سکے
اور ذرہ ہی کی جھلک دکھا سکے
چھپے ہوئے سب ہی اپنا آشنا سمجھے
سکے پنہاں یہ سب ہی اب آشنا سمجھے

(۱۳)

یکتا نہ ابتدا ہی نہیں ہوں ثبات کی
یادِ فنا سے انتہا ہی نہیں ہوں ثبات کی
ہر طولِ حیات کی تمنا مجھکو
اتنا کہ ہیں لے جا ہی نہیں ہوں ثبات کی

---

(۱۴)

مرضی ہو تو دل کی تیرا بتانا یارب
کہتا ہوں تیرے ہی جلانا یارب
معشوق کہیں آپکا ہے سب بیزار
بارِ ہجر کبھی دل نہ دکھانا یارب

(۴۳)

وصال ہے جو بہار اک روش پہ بیلا بچھا
روشن کئے ہیں گلستاں کے آب
سمن و یاسمن و سنبل و نسرین و گلاب
انہیں سے عروس زندگی کو ہے کمال آب

(۴۴)

دل کہ ہے جو صداقت پہ بے قرار
ہوتا ہے جو مر کر قدم پہ پائل کے دریا
بیچ قطع مثال پہاڑ پہ نیچے قادر
جب بیاں کرنا ہو تو بے مثل ہو بیدار

(۱۴)

آتے ہیں کہ قائم ہو مجالس میں بھرم
ثابت ہو کہ عالم میں ہیں اس پائے کے ہم
معنی سے نہیں ہیں اہل مجلس آگاہ
الفاظ سے بیٹھے ہوئے کرتے ہیں نباہ

(۱۵)

یہ بزم ہوس ہستی کی کب تک برہم
ہر ذرہ خاک ہے اک افسانۂ غم
ہشیار کہ پائی ہے یہ پامال یہیں
صد افسر کیقباد و صد تاج جم

(۴۷)

ہر سانس میں سو بلائیں ہیں تیغ والے
امواج نفس کی ار دو پیچ پہ تیغ والے
اللہ ری تیغ کی آرائش رخ
اے گردش پا دو پیچ پہ تیغ والے

(۴۸)

انصاف اب ہے جسم سے دار انگ والے
اے وقت بد و کام سے آ انگ والے
میدان حسن کے طلب کیا پاتے
سیف کو لگی ہے کیا دیکھ والے

(۴۹)

دنیا چھوڑو، کار و نسب چھوڑو

دریا چھوڑو، موجِ دریا چھوڑو

ہر چیز کو چھوڑو، اگر دل کے طفیل

ہر آن مسرت ہے مری الا ہ سے دور

(۵۰)

اسرار کا عقل میں ہے آنا دیکھیے

ہر گام پہ تو فریب کھانا دیکھیے

مشغول ہیں باچشمِ بصیرت ارباب سخن

ہر شخص کا یہ پھر بھی بتانا دیکھیے

(۵۱)

جائی کہ گلی بہ درمیاں گفت و شنود

ضعفی کہ ملامت ز آب [illegible] نمود

[illegible] کعبہ [illegible] شب تا صبح

[illegible] شمشیر [illegible] آلود

(۵۲)

[illegible] نہیں سکتا ہوں

[illegible] منّت [illegible] نہیں سکتا ہوں

[illegible] قوی [illegible] نہیں سکتا ہوں

احباب [illegible] منصب [illegible] ہیچ

واقف ہوں [illegible] نہیں سکتا ہوں

(٥٣)

ہر ادا میں اک شوخی ہے ادا کے لئے

ہر کام میں اک جستجو ہے حقیقت کیلئے

منزل کی طلب ہے اور نصیب زیادہ

ساری ہی ادا جھیل کے دیوانے کیلئے

(٥٤)

پیچ آنکھوں میں اک شب بھی کاٹا ہے

ہر عید پہ کام پیا سب کاٹا ہے

آنکھوں سے تمام رات تارے گنے

دن بھی تو فراق یار کا کاٹا ہے

(۵۵)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۵۶)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۵۷)

ہر شاخ میں کیا برگ و ثمر آئے ہیں
کچھ ایسے ہی برسات کے لطف آئے ہیں
یہ خاک گلستاں سے ہیں یا وہ جہاں پروانہ ہے
جیسے کہ پیمبر کے صحابہ آئے ہیں

(۵۸)

شاعر کا ہے دربار زر و گوہر سے
آنکھ ہے تشبیہ سے دامن بھر سے
پیری کی یہ قوت کہ ابلتی ہے جواں
آ ادا سے کچھ ذرے سے کچھ بر سے

(۵۹)

پیری جو قریب آئے، ابھر جائے جوش
دل ہے تو بگڑنے میں سنور جائے جوش
کونین تری راہ میں حائل ہے اگر
کونین کو ٹھکرا کے گزر جائے جوش

(۶۰)

اپنے ہی سے کب غرور کرتا ہوں میں
کب خواہشِ برقِ طور کرتا ہوں میں
بندے سے امرا سے نازِ شاعری سے ہرگز
اللہ سے بھی غرور کرتا ہوں میں

(۴۱)

کیا پیچ کی خشک زندگانی گزری
بیچارے کی اک شب نہ سہانی گزری
دوزخ کے تخیل میں بڑھاپا بیتا
جنت کی دعاؤں میں جوانی گزری

---

(۴۲)

ناداں نے بھی کیا حیاتِ فانی کاٹی
ہر شب میں یہ زندگانی کاٹی
ملاؤں کی خدمت میں بڑھاپا بیتا
پریوں کی ولا میں جوانی کاٹی

(۶۳)

موسم سے جدا ہے زندگانی تیری
خنکی میں بھی خشک ہے کہانی تیری
جاڑے کی مسیں بھیگ رہی ہیں اے جوشؔ
کس خوابِ گراں میں ہے جوانی تیری؟

(۶۴)

بگڑی ہوئی عقل سے حماقت بہتر
دھوکے کی محبت سے عداوت بہتر
شیطان و ابوجہل کی عظمت کی قسم
سو بار غلامی سے بغاوت بہتر

(٧٥)

پیری کی کماں آخرش سمجھا ہوں میں
زینت کو اک تنفس سمجھا ہوں میں
کیا پوچھو ادراک ہے ہر ذرہ نازک
آزادیٔ بسمل کو سمجھا ہوں میں

(٧٦)

قدموں پہ مرے عرش معلی بھی ہے
ہر شیخ کا انجمن میں ذرہ بھی ہے
ہر لب حاضر ہوتی ہیں جبریل بھی ہے
اچھا حاضر ہے تقدیر کا بھی ہے

شعلہ و شبنم

از شاعر انقلاب حضرت جوش ملیح آبادی

اس مجموعہ میں حضرت جوش کی سیاسی ، مذہبی

اور بہترین نظموں کا انتخاب اور سلسلہ ادبیہ

سلسلہ نظمیں درج ہیں ۔ قیمت مجلد پانچ روپیہ

مکتبہ اردو دہلی

نقش و نگار

از شاعر انقلاب حضرت جوش ملیح آبادی

اس مجموعہ میں حضرت جوش کی ابتدائی اور

منتخب نظمیں ہیں ۔ قیمت مجلد ۔

مکتبہ اردو دہلی

فکر و نشاط

از شاعر انقلاب حضرت جوش ملیح آبادی

اس مجموعہ میں حضرت جوش کی وہ نظمیں ہیں جو

فکر و تخیل اور مطالعہ فطرت پر مبنی ہیں

قیمت مجلد عہ

مکتبہ اردو دہلی